

پہلے پتھر توڑ دے

”وہ کیا! اچھی تو رہتے کہنے لاکہ کر رہا تھا۔ تم کراہو توڑو جاگ کر کہیں ٹھک رہی ہو۔“ بیباکی توڑ کر اس کے کہان گھبرا کر ان کی طرف دیکھا اور ایک دھچک سے مسکان پرستہ ہوا۔

”کی بیباکی میں کس جوتے ساری ہوں۔“ اس کے جواب پر وہ بے لگوار مسکرا دے تھے جاتے تھے ملی کی واپسی سے پہلے اس نے سونا نہیں ہے۔

”تس تو پھر کمرے میں جا کر لیو۔ اتنی محنت میں

ہی توہ اس کی بارگاہی کے خوف سے چلے گی سے یہ پریشان کن۔ اسی وقت وہ اس کے کمرے کا دروازہ کھلی کر اندر آیا اور اسے جاگڑا دیکھ کر حتمی بھرپور انداز میں ہوا۔

”جاگنا مجھے آپ جاگ رہی ہوں گی۔ سہرا وقت اسی نشہ میں گزرا گیا کہ تب سیرا انتظار کر رہی ہوں گی۔ جلا کر آپ بے جھج سے پرہیز کیا جا کر سو جائیں گی۔“

مکمل ناول

پرس پر کھڑے ہونے سے سانسے تیار ہی تھکے کچھ حاصل نہ ہو گا اور علی اب کوئی بھوٹا سا پتہ نہیں ہے۔ وہ لپٹا ایک کرکٹ کھڑے اور صاحب اس وقت اپنے دوستوں کے ساتھ ٹیبلے کھیلے میں مصروف ہوں گے لہذا تم بھی اس کی فکر چھوڑو اور آرام سے سو جاؤ۔“

بیباکی بات کے جواب میں اسے ناچار اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھانے پر مجبور رہا۔ وہاں تو یہی چاہ رہا تھا کہ وہیں رہے اور کھانا کھا کر اس انتظار کوئی برجستہ اس کے کمرے کے دروازے تک پہنچ کر دیا اپنے کمرے میں بیٹھ کر وہ اندر رہا۔

پتھر پر چینی وہ کھڑی کی تک تک منتی ملی کی راد تک رہی تھی۔ ڈیرہ بے کے قریب گیت بھلے اور پھر گاڑی اندر آئے کی تو از سالی وہی تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ بیڑیوں پر بھی کے قدموں کی چاپ سنائی

وہ اس کے پھولے ہوئے سرے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔

”تو تمہارے انتظار میں کون جاگ رہا ہے۔“

تو اس ظہر دیکھ رہی تھی جو ابھی ابھی منتی ہوئی ہے۔

”آپ آپ کھڑے جھوٹ لگی ہوا کریں گی۔ سلی نے بوسے الموس سے کہا۔

”پرگ آپ میرے لئے خود کو اپنی ذات و وقت پر چھوڑنے اور وقت وہی سخت شہوت کی ہو رہی ہے۔“

اس کے پاس ٹیضا ہوا ہوا تو وہ کھنکھار کر مسمی ہوئی اور اس کے بال اپنے ہاتھوں سے ڈھکھڑاتے ہوئے شرابی اندر آئے۔

”میرا خیال ہے کہ شہر مند صاحب آپ اب نہ بھی سو جائیں اور مجھے بھی سونے دیں۔ پانی کا افسوس دیکھو کل کے لئے اصرار نہیں۔“ وہ اس کی بات کا کھانا

باب دینے کا کمرے سے پا گیا تو وہ خود بھی حیران سے رہ گئی۔

”کی۔ بیٹنگٹ کرنا صورت ہے۔“ لائبر کی تیار ہو کر اسے ایک میں چلے گئے۔ ہوسٹ ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور مسکرائیں۔ وہ بیڑی پر کھڑے تھم سہلے کو جسے شوق اور دھڑکیں سدھانے لگی تھی۔

”جوتے جوتے لہرتے“ سونے سونے تو ہے۔“

پھر دیکھ کر وہ نہ کہہ کر تمام ہوا کھلی اور دست کی دیکھ کر اس نے تو میرا ایک میں رکھ رہی تھی۔ وہ اپنے تمام جوتوں کو بیٹھتے محنت سے شوقی کی کاوش سے محنت کا

پہلے دیکھنے لگی تو اس کی خود پر مرآۂ نگاہیں محسوس کر کے حیران ہو کر ایک طرف دیکھ دینے اور اس کے برابر میں بیٹھنے ہوئے ہو گئی۔

”میں! جوتوں ہماری کاوش ہے۔ تمہارا دل چاہتا ہے کہ تمہارا ایک ہماری ہو۔ اس کے ساتھ تم ٹھیکہ شہر کو اور شہر ونگہر چاکر سارا آکر سہرا اٹھائے رکھو۔“ اس کی بات پر اس نے لہجے میں گردن ہلا دی اور بولی۔

”میں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا بھی کوئی میں اپنا ہو۔ مجھے تو کھر میں اتنی خاموشی ملتی ہے یا غل بھی نہ نہیں آتا۔ اب کہہ اور پتا تو ایک دم کس سے میرا اپنا آئے کا کھن بھر نہ مجھے بھی فریڈ کے کھر جا کر پھلا



کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہم لوگ ایک ساتھ
 ہاؤسنگ کیا کریں گے۔ ساتھ بیٹھ کر وہ مورک
 کریں گے اور سوشلنگ کرنے بلایا کریں گے اور
 اسکول بھی ایک ساتھ بنایا کریں گے۔ "یہاں میں اپنے
 مستقبل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یہ کتنا
 بڑا کام ہے۔"

"تمہارا ارادہ تو اسے پیدا ہوتا ہے ساتھ ہی
 اسکول لے جانے کا لگ رہا ہے۔" بھی یہ تو لاف
 ہے۔ "میری بات پر وہ جھنجھکیاں مچا رہا تھا۔ وہ اس کے
 چہرے پر لگا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ اس کی بات
 "ہی نہیں جیسی کہ تمہیں ہوگی اس سے۔"

"جیسی کہ بات کی کمی؟" وہ حیران ہو گیا۔
 "جیسی اس بات کی کہ وہ تمہاری محبت شہر
 کرنے آ رہا ہے۔ آخر تمہاری ہاؤس سات سالہ
 حور سے کاٹنا۔ کہ وہ گاؤں۔" مٹی کی بات پر وہ
 تھک رہا تھا۔

"مٹی نہیں اس سے بالکل بھی جیسی نہیں ہوں
 گی بلکہ جی تو اس سے بہت زیادہ ہوں گی۔" اس نے
 اور بڑا سے بھی لڑا تھا اس سے بڑا کر گیا۔ آپ
 دلچسپ تھے۔

"یہاں میں دیکھنا ہوں گی یا نہیں۔" مٹی کی بات
 اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ اس نے اس کی بات
 حیران ہو کر ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔ مٹی کی بات
 چپ اور بھی ہوئی مگر اس نے مٹی کی بات
 "مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے

دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات
 "مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے

پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات
 "مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

"مٹی کی بات سے ایک بار اس کی بات۔" مٹی نے
 پوچھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر
 پوچھا تو وہ اپنے ہاتھ پر پوچھنے لگا۔ مٹی کی بات

اس کے بعد مفاہوش ہو جانے پر میں کپڑے پہن کر باہر سے باہر
 گیا تھا۔ وہ تو بڑی بڑی ضدی اور شرارتی تھی۔ میں چپ
 چاپ سناٹا ہوا اس کی سرشت میں ہی نہیں تھا۔ مگر وہ اس
 وقت اس کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے اس کی
 عقائد ضد آخر یہ کہ گھر میں سیکھتے تھے جو محبت اور محبت
 ناطق کو دے سکتی تھی۔ وہ کوئی کورس بھی نہیں
 دے سکتی تھی اس لئے انہوں نے نکالی ہوئے سے
 اتفاق کیا تھا اور علی کو ان کے ساتھ بھیج دیا تھا۔
 میرا کہہ کر وہ بھی خود بخود ہسپتال سے کی نہیں رہا
 تھے کہ کہاں گھر اور بچوں کی ذمہ داری درست طریقے
 سے اٹھائے۔ علی تاکہ ساتھ چلا گیا تو اس کا طبع
 بچان بھی اسے ساتھ لے گیا۔ اس نے کہا تھا وہ سب
 پھر دیا تھا۔ بخار آیا پڑھا تھا کہ اترے گا نام ہی نہیں
 لے رہا تھا۔ اس کی بیماری سنبھلا کر وہ گھبرا کر کھڑا تھا۔
 انہوں نے ہر چیز کو لیا مگر اس کا بخار اتر کر نہیں آیا۔
 میں ایک کہ اسے سنبھلا کر لے کر آیا۔
 اس کی چند روزوں کی بیماری نے انہیں تو ویسے ذکر
 رکھ دیا تھا۔ وہ سب سے ایک بھی اتفاق نہ تھا۔ میرا ہسپتال
 کے بہترین ڈاکٹر تھے۔ اس کی بیماری کی ڈاکٹر کی
 سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ آخر کار یہاں علی کو وہاں
 بلائے کا فیصلہ کیا۔ وہ اس بھوتی سی بیگی سے شکست
 کھا گئے تھے۔ علی کے واپس آنے کی دیر تھی کہ وہ
 ایک دم ٹھیک ہو گئی تھی۔ اس کی صحت یابی یہاں سے
 سکون کا ماحول لیا تھا۔ علی کو اس کی ضد کے باوجود
 مجبور ہو کر بلوا لیا تھا مگر اب اس کی دلچسپی بھلی کامنڈ
 تھا۔ تاکہ لے کر لے کر نہیں تھا کہ وہ اپنا گھریا چھوڑ
 کر یہاں آجائے۔ آخر وہاں بھی ان کے ساتھ تھے مگر
 تھا اس لئے اپنی تمام تر تشویش کے باوجود وہ اس سنبھلا
 کا وہی علی لگا لے سے قاصر تھیں۔
 میں نے اپنے ہائے والوں سے کسی کو کورس کی
 دستیابی سکھانے میں ہمت کی تو آخر کار جلد ہی انہیں
 ایک خاتون میسر آ گئی۔ چالیس پینتالیس کے لگ
 بھگ ان کی عمر ہوئی۔ ان کے شوہر نے انہیں اولاد نہ
 ہونے کے جرم میں چھوڑ دیا تھا۔ چھوڑ دی تھی اور

انہیں گھرانے کی محسوس ہو نہیں سکتی تھی۔ انہیں
 لیا۔ شاید آئی کے آنے کے بعد وہ علی کو زیادہ وقت
 کے پاس رہا کر تاکہ اسکول سے اگر سارا سارا
 اسے گھر میں اٹھائے یہاں سے وہاں پھرا کر رہے۔ علی
 کو بھی کچھ کچھ سے نہیں گھر لائی تھی۔ اس کی بولی
 بولی ہو۔ اس کے کپڑے بدلنے بولی یا اس کا
 Panper کی کیوں نہ پہنچ کر رہا ہو۔ وہ قسم قسم کی
 مہنگی اور چاندی سے گھری ہوئی تھی کہ شاید آئی کے گھر
 جائے۔ علی سے اس کا والدین اکٹھے دیکھ کر شیعہ
 انٹری میرا یاد آجاتی۔ کتنی خواہش تھی انہیں ایک
 بیٹے کی۔ آئی کے بیٹا مگر وہ تو تھا مگر اس کے لئے مرنے
 خواہے لائے ہوئے تھے۔
 علی چار ماہ کا ہوا تو اس نے شاید آئی سے کہہ کر
 اس کے لئے سہیلیک منگوا کر انہیں سہیلیک
 کر دیا۔ کبھی کبھی وہ انہیں ایسا لگتا تھا کہ صحت کی حالت
 و صحت کی حالت میں۔ اس کے تمام کام تو وہ خود ہی کر لیا
 کرتی تھی۔ راستہ میں وہ علی اور شاید آئی ایک ہی
 کمرے میں سوتے تھے۔ صحت کی حالت ایسا ہو کر علی
 گھبرا ہونے سے باجوا کہ سے ہونے لگا اور انہوں
 آئی سوئی رہ جاتیں۔ جب وہ اس کی بولی کی تو انہوں
 جیتے جیلا کرتی۔ پھر خود ہی اسے پہنچ کر دیکھ کر
 منہ سے نکالتی۔ جتنی دیر وہ اسکول میں ہوتی اس
 سارا وہاں علی کی طرف رہتا۔ مگر وہاں کتنے ہی
 ایک دیکھنے پھر علی کے پاس آجاتی۔
 وہ تو اس سے بہت باتیں ہو گیا تھا۔ کھانسی
 کھنکھانے پڑا وہ ہسپتال کے ایجنٹ ہونے کی طرف
 دھکیلا جاتا رہا۔ اپنی آنکھوں میں پھیلا کر
 پہنچ کر رہا کرتی۔ وہ سبوں میں کھیلوں میں
 بیٹا اور بیٹی تھیں اس کی بیٹی بھی چھوٹی تھی۔
 انہیں بھی کچھ۔ اس کی بیٹی انہوں سے ٹھیک آگے
 فریڈ ز کی اس سے بہت دور ہو گئی تھی۔ وہاں
 کے حساب سے شرارتیں کر تھیں۔ انہیں کوئی نہ
 ایک طرف تھیں علی کے بارے میں سوچیں وہاں
 صرف آئی کے سہیلی کی عمر میں اس کا بچپن رہا تھا۔

تھا۔ اب وہ صرف ایک میں تھی علی کی بولی۔ اس کا
 دھیان رکھنا اس کی ضرورت کا خیال رکھنا اسے علی
 کے بارے میں کچھ سوچنا ہی نہیں کرنا تھا۔
 شروع شروع میں علی کے بارے میں اس کا
 پوچھنا ہوتا تھا۔ علی سے بدلتی کامنڈ سمجھ کر
 بدانت کر لیا تھا۔ تو انہیں رخصت ہونے ایک
 ماہ ہوئے کہ تو تھا اور اس کی بولی کے لئے کم ہونے
 کے بعد علی کی بولی کے لئے انہوں نے اسے چار
 محبت سے بھلا کر اسے اپنی فریڈ کے ساتھ بھی
 کچھ وقت گزارا چاہئے اسے وہ سب کی طرح
 بھلا کر رکھیں۔ اس کی بولی کے لئے اس نے ان کی
 کی صحت پر کچھ نہ دیکھا تو انہوں نے اسے
 دیکھنے کے لئے لایا۔ اگر لی۔ وہ ان کے لئے کچھ
 لئے علی کی حالت دیکھتے تھے کہ اس کے لئے کچھ
 کا کوئی رنگ نہیں ہوتا تھا۔ وہ بھلی کو بولی آئی تو
 انہوں کی طرح علی کو گھر میں اٹھا کر رکھنے لگے۔
 وہ اس کی حالت دیکھ کر ڈر رہے تھے۔ ان کی بیٹی
 سب کی سب کی کچھ بہت سوچ بچار کے بعد
 اس کے لئے کہ اسے کچھ سا کھانا کھاتا
 پانچ اس کے ساتھ کافی ساری سنبھلا کرنے کے
 بعد سب کھانا کھاتا۔ سب سے پہلے اسے انہیں تشویش میں
 لگائیں۔ وہ پانچ سنبھلا کر کہ ان کی بیٹی عام
 لوگوں کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہی حساس ہے۔ وقت
 کو اس کے ساتھ اس کا رویہ تھا کہ ان کا ریل وہ آجیلا
 ہونے لگا۔ اور زیادتی سے یا کسی بھی کام کا شراکتہ
 سے اس کے اسباب پر برا اثر پڑے گا۔ اسے موقع
 دے دیتے وہ خود ٹھیک ہونے کی اور انہوں نے اس
 کی بولی کے ساتھ سمجھنا کر لیا تھا۔
 اس کا رولٹ ٹوٹ ہوا تھا۔ پھر وہ سب کی بولی
 بولی میں ہی اسے کچھ بولی کی طرف اس نے اس
 کی اپنی کا اس میں بولی پوزیشن کی تھی۔ اپنی بولی
 کھس اور پورے کارڈ اٹھائے وہاں کے پاس آئی تو
 اس کا کہ شاید وہ ان کی سبب ہو کر رہا تھا۔
 اس کے پاس کے اسکول میں وہ کچھ سنبھلا

ہوتی یا سارا لگے کھس بولی کی بولی تھی۔ سب
 ہر ماہ وعدہ کرنے کے باوجود وہ کچھ نہ کرتی تھی۔ سب
 علی ان سے خوب لڑتی تھی کہ انہیں اپنی اگلی بیٹی
 کی اگلی بیٹی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ انہیں اپنی اگلی بیٹی
 لگا تھا کہ وہ ہمیشہ اپنی ہی کو محسوس کرتے ہوئے شاید وہ
 شروع کر دے کی گھر ان کی توقعات کے برخلاف وہ
 آرام سے مگر اتنی بولی انہیں اپنی رپورٹ کارڈ اور
 کھس دیکھنے کی تو انہوں نے کچھ ممکن کاموں
 لیا۔ اپنی لائن بیٹی کی آنکھوں میں آنسو وہ کیونکر
 بدانت کر سکتے تھے۔
 وہ سارا دل اس نے لیا علی اور شاید آئی سب
 کھوتے چلے گزرا تھا۔ علی نے اسے بہت ساری
 شایگہ کرانی تھیں۔ وہ اسے اور اس کی بولی کا
 کر لیا۔ وہ خوش تھے کہ آئی بولی کی۔ پھر وہ اس کی
 خاطر انہوں نے اپنے سب کے خلاف تمام بولی کھرت
 یا پھر گزارا تھا۔
 رات سوئے تھے وہ ایک نظر علی اور بولی کو
 دیکھتے ان کے بچہ وہ دم میں آئے تو بچہ کو بہت
 غائب پا کر وہ کچھ پریشان تھے۔ وہ کچھ باتوں کی
 لائن بھی بد تھی۔ وہ اسے دیکھنے کے لئے لائن کی
 طرف جانے لگے تو انہیں وہ کی لائن علی دیکھ کر
 دو اور بھول کر پھر داخل ہو گئے۔ انہیں وہ دم میں
 گھر کچھ پر سر پہنچے۔ بچہ سو رہی تھی۔ وہ بے آواز
 قدموں سے چلتے اس کے پاس آگئے۔ وہ کچھ بولی
 سو رہی تھی۔ چہرے پر کچھ آنسو کی گہری بولی
 تھی کہ وہ روتے روتے سوتی ہے۔ اس کے سینے پر
 ایک ڈاکٹر کی ہاتھ لگائی تھی۔ بولی تھی شاید وہ سب سے
 کے کچھ لگتی رہی تھی۔ وہ اس کے پاس کارپٹ پر
 کے اور بچے آرام سے ڈاکٹر اس کے ساتھ میں سے
 اٹھ کر اٹھائی۔ بولی ڈاکٹر علی تھی۔ صرف پہلے
 ایک دو منٹوں پر بچہ لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر
 پر کچھ بولی کی۔
 بولی ڈاکٹر تھی!
 ان میں سے کچھ کو سوتے تھے۔ یہ کچھ کچھ

میں سے اس بار بھی اپنی تلاش میں غریبوں کو ڈھونڈنے کی
سبب آؤیہو ریم میں بیٹھے بیٹھے کوئی کر میرا دل بہا رہا تھا
کہ میں کچھ کر دوں۔ یاد سے لاسٹ ایئر میرے
دوست والے دن بیٹا دھو کر کے گے پانچوہویں تک
تھے اور ہم دونوں ہی ان سے سخت خفا ہو گئے تھے۔ پھر
رات میں بیٹا نے ہم دونوں سے ایکسکیوز کیا تھا اور
ہم لوگ ایک ساتھ ڈنر کرنے گئے تھے۔ آج بیٹا میرے
کے بلے خود ہی آئے تب بھی میرا دل بہت سارا کرنے
کو چاہ رہا تھا۔ غریبوں کے لیے اپنی انگوٹھیں کیا اگر میں
دینی تو میرے دوستوں سے بیٹا پریشان ہو جائے۔ میرا بیٹا
کو اپنی وجہ سے دو گئی تھی گناہ تھا اپنی سوچنے کی جگہ
اب میرے رہتے ہیں۔ میں انہیں اپنی وجہ سے اور
شیریں کیل دوں۔ کئی بیٹا بالکل بیچ ہو گئے ہیں وہ ہر
وقت پیپ پاپ رہتے ہیں اب نہ توہ آفٹل انگل کے
ساتھ کھاتے۔ بیٹے جاتے ہیں اور نہ ہی وہ ٹرانگل کے
ساتھ ہم خانہ جاتے ہیں۔ ہاسٹیل سے آکر وہ سارا
وقت میرے اور علی کے ساتھ گزار دیتے ہیں۔ وہ میرا
اور علی کا بہت خیالی رکھتے ہیں۔ میں تو پیپ کیل کی
تھیں۔ آپ کے بلے میں بیٹا اور ہمارا کھر سب ہی
بہت اواس ہیں۔

ہوتا ہے مگر چھپنے میں لڑکھن پھوہا پاکستان آئی
 نہیں۔ ہم لوگوں سے ملنے آئیں تو مجھے دیکھ کر کہنے
 لگیں کہ "اگرے مائیک تو بوجہ میرا کی کالی ہے" مجھے
 ان کی بات سن کر بہت خوش ہوئی۔ مگر اب بتائیں کیا
 میں واقعی آپ کے بھائی ہوں؟ آپ واقعی تو بصورت
 مجھ سے "خانی بھائی" اور چار سنگ اسٹوٹ میں اصلی کاشمیر
 بسٹ خیال رہتی ہوں وہ اب بہت شہر آتی ہو گیا ہے
 اور مجھے تو ایک منٹ کے لئے بھی نہیں پاسورز ماکہ شامہ
 "خانی بھائی" نہیں کہ جب میں اسکول میں جاتی ہوں
 اس وقت کمپنوں کمپنوں میں مجھے پورے گھر میں
 تلاش کرنا ہے میرے پاس سے وہ کسی کی بھی گود میں
 نہیں جاتا۔ یہاں تک کہ پاپا کے پاس بھی نہیں۔ ابھی
 میں پڑھتی تھی آپ مجھے خواب میں ملے تھے۔ اب میں میری
 اسلامیات کی گریجویٹ کر رہی ہوں۔ ابھی کہ اللہ

میاں کو جو لوگ سنت اچھی لگتے ہیں وہ اصل میں اپنے
 بلا لیتے ہیں۔ وہ اس آواز پر اللہ میاں سے ناپاک
 خواہ صورت بنتا ہے۔ مٹی کی کپ کو سنت میں
 آتا ہے اور جگہ کیا حالت ہی خواہ صورت ہے
 نام سے گھر سے بھی آزاد ہوا پلیر مٹی کی اور
 سے اپنی ہمت سے بچھے لئے تباہی میں خواب میں
 آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔ ملیر۔

وہ مٹی کی ایک طرف رکھ کر اب غور اسے
 رہے تھوڑے آنسوؤں سے جھپکے چہرے پر غور
 منکرانہ ہنس رہی تھی کہ وہ خواب میں اپنی ہاتھ
 آغوش میں چھپی اپنے دل کی تمام باتیں اس میں
 ہے اس کے دکھ پر وہ اپنے اشک بھری رو کو سسکتا
 تھے۔ ان کی مٹی اتنی حساس اور مختلف ہوئی اس کو
 زیادہ انوارہ اس میں آج سے پہلے کبھی نہ تھا وہ تو
 سمجھتے تھے کہ وہ رقیق روت بھری مٹی ہے۔ مگر وہ میرے
 دھڑکنے والے دل میں سستی باریقی مٹی ہوا تو کمال
 کی لڑائی باقی فلسفہ کو سن سے چھپائے اپنے کھل کو
 کی اسے باریقی کہ انہوں نے ہم کو اس کے
 چار کیا اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے اپنے

پھر انہوں نے اس کا پہلے سے بھی زیادہ خیال رکھا
شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ چٹہ کرست سماوی یا
کرستہ مٹی کے بارے میں پہلی کے بارے میں
خود اس کے اپنے بارے میں اس کی خوشی کی خاطر
انہوں نے دوبارہ سے جیم خاک جیسا شروع کر دیا۔
اور وہ بھی ان کے ساتھ جیسے جس طرح پہلے
اس کی دست دینی تھی اسی طرح اپنی پہلی
اس کی دست دیتی ہوئی تھی۔ وہ اپنی مٹی ہانپنے
سے نہیں چھپائی تھی۔ ان کی ہانپنے سے اور فکروں
کے دوسرے افراد نے انہیں دوسری شادی کا مشورہ
دیا۔ انہوں نے بغیر کوئی استیجائے فوراً رو کر دیا۔
وہ دوسری عورت میرا کی جگہ نہیں لے سکتی تھی۔
اس لیے اس نے اذہائی لہجہ کی کہ وہ میرے جتنے
لے بھر اور اور خوشوار کرارے تھے کہ وہ

[illegible]

ایک دفعہ مرقدِ ایا کی عمر اس کے چھ ہونے باوجود
 ہر کسی کو انہوں نے شاہد آئی کی خوب خبری کہ وہ اپنی
 سے اپنی عاقل رہتی ہیں۔ اسے بھی یانا نے سخت
 نصیحت کی تھی کہ چوبیسے میں جسے کھڑے کر دو اس دل
 کا کیا کرتی جو ملی کی خدمت کرنے کے لئے چھٹا رہنا
 تھا۔ وہیں وہ یانا اور شاہدہ آئی سے چوری چھپے انگریزی ملی
 کے لئے کھڑے ہوئے۔

تو کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ اس نے
اس کی گتہ اس کے لئے لکھا ہے کہ اس کے لئے
اس کے لئے لکھا ہے کہ اس کے لئے لکھا ہے کہ
اس کے لئے لکھا ہے کہ اس کے لئے لکھا ہے کہ

ہوئے ان سے ناموس ہو گئے تھے۔ فوری طور پر ان کا
اسدال منافع میں مشعل نظر آ رہا تھو کہ یہ کیا کرنا
تھو کہ ان کے لئے یہ ناموس ہو گئے تھے۔

[illegible]

”ایسا! مجھے علی کے لئے نہیں نہیں ہے۔“ علی نے کہا۔
 ”جیسے بھی اسی کے پاس یہ مومن کی خواہش کا اظہار کیا تو وہ
 پھر ان کی بات سن کر رات میں بھی گویا کچھ نہ سمجھتا تو
 علی اس کے پاس پہنچ کر سو گویا نظر اٹھوا دیا تو اس نے
 حاکم کو لے کر کوئی احمد علی کو لے کر وہ دو سب بھائی کا
 ایک دوسرے سے اتنا پیار اور محبت کہ کچھ کر سرشار
 سے ہو جاتے۔ خدا نے انہیں کتنی اچھی اور اس سے
 نوازا تھا۔ وہ اپنے دہکے کا مقنا بھی شکر ادا کرتے کہ خدا
 اس رات روزانہ کی طرح وہ علی کو کمالی مبارک بھی
 دینا رات کو سونے سے پہلے وہ اس سے کمالی مستحق
 کسی وہ اسے شکر رطانی کمالی شالی بھی سنوہشت
 بھی سنوہشت یہی اور بھی جبکہ اپنے واسطہ اشاک
 کی کمالی شتے شتے اچانک۔ علی نے اس سے سوال کیا

”بھراپسی کیسی ہوئی ہے؟“ وہ اس کے سوال پر مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

”میری بہت خواہش ہے کہ وہ جاتی ہے۔ وہ جی ہمارا اور
نیک جاتی ہے۔“ وہ اس کے ہاتھ پر سے اپنا سرا لٹا کر
نوا لگا۔

”کھنکھاتی ہوئی اس وقت کہتا ہے کہ کیا آپ کے بچے ہیں؟“

اس کے ال جواب پر ہے جو ہے بول ہی۔

”نہی کیا میں تو بصورت ہوں؟“

”ہاں!“ وہ عجیب و غریب شکل بنا کر پوچھا۔

”تو انہیں مانا دیکھو یہی آپ کے جنس خواہشور سے
ہوتی ہے؟“ وہ اپنا سوال بھولا نہیں تھا۔

”چائیس بھی۔ میں نے کبھی اصل میں کوئی پری
دیکھی تھی وہی ہے۔ بس شاہی کہ پرداں پر
خوبصورت ہوتی ہیں۔“ اس نے مصیبت سے
دواں دماغ سے کہا۔

”جس چھاب میں آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ تو
 چکی ہیں۔“ وہ علی کی بات پر جس بڑی کھٹی اور دلس روز
 کے بعد سے علی نے اسے بھر کے بھائے پری کہنا
 شروع کر دیا تھا۔ شروع شروع میں وہ اس نام پر ہر
 ہفتی کھی۔ علی کو منع بھی کیا تھا۔ بھتاہ چڑنی وہ اتنا ہی
 اسے پری تھا۔ علی کی ہر بات میں اس کا منہ یہ پھٹتا
 وہ اس کی ہارافض خصل دیکھ کر جس پرے تھے اور
 بھائے علی کو منع کرنے کے اتنا ہی شاکار بننے لگے
 تھے کہ اس نے آئینہ کے لئے یہی مناسب کلمہ
 چھوڑ دیا ہے۔

یہاں کی حمایت کر علی اور شیر ہو گیا تھا۔ بالآخر اسے اس تک پہنچے۔ سمجھو مگر ماضی پر کیا تھا۔ اسے لگتا کہ اگر علی نے کسی اور کے سامنے اسے اس نام سے پکارا تو ضرور اس کا مذاق بنے گا۔ مگر ایسا کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ ہر کوئی علی کو سزا دینا کہ اس نے ماضی کے لئے سست اچھا نام منتخب کیا ہے۔

وہ اپنے ساتھ بٹھا کر علی کو روہم و روک کراتی۔ اس کی پرہیزی کے معاملے میں وہ بہت زیادہ دلچسپی لیتی۔ شام میں پلاٹھروا میں کتے تو فوہوٹوں اور ان میں بیک چھلانگ دیتے ہوئے نظر آتے۔ آپ تو ہمیں بھی بہت سمجھ دار اور آہستہ بھی ہیں اس پرہیزی کے بارے میں کوئی تاکید کرنے کی ضرورت نہیں تھیں۔ آپ تو کسی مگر اس معاملے میں علی بھی بہن کے ہم قدم بلکہ اس سے اس قدم آگے ہی تھیں۔ وہ سبے تحاشا میں تھا۔ اپنے نام غریبوں کے معاملے میں اس کی بہت اور لیاوت کے

ابھی قافلہ خیمہ ہوم ورک کرنے کے بعد مل
ایسے دوستوں کے ساتھ بیٹھا جاتا تو بیچا کے ساتھ
بیٹھ کر باتیں کرنے لگی۔

وہ جیسے پیسے بڑی ہو رہی تھی اسے اپنے باپ سے اور
بھی زیادہ محبت ہونے لگی تھی۔ وہ کہتے اچھے تھے۔
اس کی مٹی کے مرنے کے بعد وہ ان لوگوں کے لئے
اطیب بدر کے کریمیں آئے تھے۔ ان کے ہر نام
میں آتے تھے اس کی مٹی کی علامت تصویر لگی ہوئی
تھی۔ اسے پایا کی کھائی پر بہت الفیس ہوتا۔ پھر وہ
سال کی عمر میں وہ اتنا بڑھ چکی تھی کہ پایا خود کو کھانا
ڈکھلا سمجھتے تھے۔ وہ ان لوگوں کا استاذ و حیان رہتے ہیں
مگر نہ ان کا حیان رہتے ولا کون تھا؟ اس کے
پیرے دھیرے علی کی طرح پایا کا بھی خیال رکھنا شروع
کر دیا۔

ان کے گہرے وارث موجب میں جنگ کر کے
 سے برکتی۔ تانیاں سوتے اور وہاں بیٹھتے
 جگہ رہتی۔ ان کے ہاتھ پاؤں زندگی میں
 دشمنی انہی تھی۔ اب ہر سدا ہستہ کے
 لئے تیار ہو رہے ہوئے وہ ان کی تیار ہی میں
 ان کے کمرے میں آجاتی۔ ان کی ٹالی کی ٹانگہ
 درخت۔ ان کے شور و غل میں کمرے کے
 میں انہوں نے اسے لپکا کرنے سے روکا مگر جب وہ
 مان کر ان سے ناراض ہوئے تھی تو انہیں غاصولی
 اختیار کرنی پڑی۔

شایدہ آنکی بی محبت میں وہ کافی مجھ پرانا تو سیکھی گی
تیں۔ اس لئے اب علی کے لئے جو باتیں وہی تھیں
میرے بعد خوریا کہ اب صرف اسی کے نام کی چاہت
آتی ہے۔ اس کی زندگی کا مجھ اور مقصد اس پایا اور
چھے۔ ان دونوں کو بھی کبھی دیکھتا ہوں۔ پتہ نہیں وہ جوتہ
نوشہ رہا ہے۔ وہ ہر لمحہ میری دعا کرتی ہے۔

انٹرنیشنل پری میڈیٹل گروپ سے کر کے
فائن ہوئی تو آگے وہ کون سی فیلڈ اختیار کرتی ہے
فیصلہ پایا اسے فلی ٹور پر آپریشن پر مبنی ہوئی
معاہدے میں خود نوڈر ہونے کے قائل نہ تھے۔

ہمیں بہت محنت کی تھی اس لیے وہ تھا کہ مجھے اسے پڑھنا
 چاہیے تھا۔ اس کی انگریزی میں بہت سی جگہیں تھیں
 جن کی توجہ دینی تھی۔ وہ انگریزی میں پوری تھی۔ پڑھنا
 نے اس کا فیصلہ بنا لیا تھا۔ میں بھی بہت خوش ہوئی اور
 اس کا ایڈیشن دینی ایم کی میں ہو گیا۔ علی ان دنوں
 کینیڈا میں رہا۔ میں تھا۔ میں نے اس کی تصدیق
 کی۔ بالکل سچی مطلق نہیں تھی۔ کھڑی اس کی
 تصدیق کے لیے پورا مہم جو تھا۔ اس کے احاطہ
 و نوٹس ساری کتاب میں ہمیں پڑھنا پڑا
 کتاب میں اس کو بہت گائیڈ کروا دیا۔ ان دنوں
 نے پڑھائی کے احاطہ میں پڑا کہ ہرگز بھی پڑھنا
 کر کے تھا۔ علی نے اس کے احاطہ میں پڑا کہ ہرگز بھی پڑھنا
 اس کا تھا۔ تمام مضامین میں اس کا ایڈیشن
 تھا۔ پھر اسے اول میں بھی اس نے تمام مضامین میں
 اس کے ایڈیشن کے لیے اس کا مہم جو تھا۔ پڑھنا پڑا۔

لیول میں تمام مصائب میں اسے گریڈ حاصل کرنا
 علیٰ اہل حق تھا۔ خود تاجہ کا یہ حال تھا کہ یہ کامیابی
 اس کی ستمیہ جگہ خود ہی کیا ہے۔ وہ ان دنوں باپوں
 اب گریڈ کی۔ تاجہ کی ستمیہ علیٰ کو بھی ملے
 رازی وہی تھی کہ وہ اسے جو چہڑا چاہتا ہے
 جسے اس نے اپنے لئے درکیشٹ کی ٹیلڈ کا
 تاجہ کیا تھا۔ تاجہ کی باپوں کی باپ ملے ہوئی تو اس
 تاجہ کا باپ علی جو اسے کرنا تھا۔

[illegible]

جو کچھ فائدہ ان میں کر لے کی طرف تھا مگر وہ بھی اس کے
 اور اس کی زندگی ناپسند کو ہر حال میں مقدم سمجھتے تھے۔
 نہ کس شے کو پسند کرتی تھی اور ان کے سینے سے
 ایسی ہی رائے کیا ہوا تھا اور وہیں ایک قوم میں طائر م تھا
 جبکہ شہر کے بچے نے کھیلا اور کھیلا کھیلا ہوا تھا اور
 ایک مٹی کی شکل میں جاب کر رہا تھا۔ شہر کی فیملی لا اور
 میں سمیٹ رہی تھی۔ وہ ان کے گھر میں سے کسی ایک سے
 لئے تھے ہاں بھرنا چاہتے تھے مگر اس کی جی زندگی تو
 وہی تھی اس سے اس بارے میں بات کر نہیں ان کی کمی
 اس میں اور شہر کی بہت محسوس ہوئی تھی۔ آخر کار
 انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس سے بات کی۔ ان کا خیال تھا کہ
 ان کی بی بی اتنی فرائیو اور اور بہت ہے کہ یہ فیصلہ
 ان کی سرپرستی پر چھوڑنے کی اور ان کی رضا کے آگے
 سر ہٹا دینے کی کمر اس مقام پر پہنچتی تھی کہ یہ فیصلہ
 کہ وہ بھر لیں رہ گئے۔

اس نے دونوں پروپوزلز کو مسترد کر دیئے تھے۔
ان کے زیادہ اصرار اور اس بات پر کہ کیا وہ کسی کو سنا
کر سکتی ہے یا نہیں اور شکیلی کرنا چاہتی ہے اس نے
عام میں گرلن بلا کر یہ کہا تھا کہ وہ اپنی اور علی کو یہ سوچ کر
کراچی سے باہر کس کس نہیں جائے گی۔ سنہ ۱۹۸۶ء کو اور وہ
یہ لاکھور سپایا نے ہر تقریب کر لیا۔ کئی ساری مشایخ
ہیں۔ اسے اس کی محی کا تھیا کہ وہ اسلام آباد میں اپنے
خبرو الوں کو جمع کران کے ساتھ کراچی آئی تھیں۔
انہوں نے اسے سمجھا تھا کہ شادی کے بعد ہر لڑکی کو
بے مال باپ اور بہن بھائیوں کو جمع کرنا پڑتا ہے مگر وہ
نہی کسی بھی دلیل سے قانع نہ ہوئی تھی۔ اس کے
اس آخری اقتدار آنسو سے موزوں آنسو ملانے کے بعد
ہی۔ اور بکٹ کی طرح پیا اس کے آنسوؤں سے
رگڑ گئے تھے۔ مگر اس اور وہ دونوں ہی کو انار کر دیا گیا
وہ تو پھر بھی اچھی لکھی کا ثبوت دیا اور اس بات پر
کا نہیں وہ میں مگر نہیں نے اس انکار کو اپنی توہین
سمجھا اور اچالی سے خوب لڑ بھڑا کر تمام تعلقات منقطع
کر دیئے۔

خدا اس طرح تو اس نے اس سے پہلے بھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کی ماں جیسی کنجی اسے بخور کر آئی رہے۔ بلکہ اس نے اپنا کچا دھن تو اس نے صرف تصویروں اور سوز میں مل دیکھا تھا۔ ماں کی بات کیا ہوتی ہے اور ماں کی کون میں کیسی کریمی تھیں اور اطمینان مانتا ہے یہ سب تو اس نے ماں ہی سے پایا تھا۔ جتنی شدت سے تائب بھی گویا کرتی تھی اسی نے کبھی بھی نہیں کیا تھا۔ اس کی ماں تو اس سے اس جی سے بڑی طور پر اس کی شادی کا انشاء دیا تھا کہ خاندان میں ان کا ذکر کے اور اسی خاندان سے باہر جس رشتے سے کر کے وہ سب لوگوں کو مزید غار میں کر سکتے تھے اس لیے سے نجات ملے پر اس نے سکون کا ماحول کیا تھا۔

مگر اس نے یہ تصور سوچا تھا کہ اس بار تو یہ اس کی ضد مان کی ہے کیا آگدہ بھی وہ اس کی بات مان لیں گے؟ اور باکو سے تباہ کر اسے شادی کر لی تھی نہیں جس نے آگن نہ کل۔ وہ بیٹہ پایا اور علی کے ساتھ رہتا جانتی ہے۔ ان دو کھلی کی زخمی میں کسی تیسرے غریبی کسی کو کھانا کھا کر نہیں سہہ۔ وہ بیٹے پایا اور علی کو بخور کر باکشی بھی۔ اس کے گھر پایا کا کیا ہو گا۔ وہ تو اپنی صحت کے معاملے میں اتنی لاپرواہی پرست ہیں۔ اپنے سر پینوں کے پکڑیں لگ کر انھیں اپنی صحت کا اور اپنی فائز کا بالکل بھی خیال نہیں رہتا اور علی وہ تو پڑھائی کی دھن میں کھانا پیتا تک بھول جاتا ہے۔ اس تو اس کا ٹرکیشہ کچھو کا پینا سال ہے ابھی تو اسے بہت آگے جاتا ہے۔ میں کہے اسے چھوڑ کر چلی جاؤ۔ اس کا پس پینا تو اپنے گھر کی کورسٹ کے کر تے تھے۔ انھیں دینی کہ نہ کوئی آئے اور نہ ہی اسے پایا کے سامنے انکار کرتا ہے۔

دن پوئی پر سکون انہی آگدہ سے تھے کہ اس سکون کو درمیں پریم کرنے کے لئے ماسٹرم شیرازی کی والدہ ان کے گھر چلی آئیں۔ ماسٹرم الی ایم سی میں اس کے ساتھ تھا۔ وہ اس سے دو سال بڑا تھا۔ کلاں کے لوگوں میں وہ غلام کو کو اس کے آگے نیچے بھاڑا کرتا تھا۔

کبھی اپنے نوٹس اسے لکھتے تھے۔ کبھی اپنے گھر پر کبھی کوئی دیکھ رہی تھیں۔ کبھی کی فریڈا کا کھم کھم ہوائے سے اگڑا ہے چھوڑا کرتی کسی مڑا۔ اس کا چھوڑا کا کھم کوئی نہیں جانتی تھی۔ کلاں کے زمانے میں ماسٹرم ہی لڑکے اس قسم کے افسوس میں انداز ہوتے تھے۔ تو اس نے کبھی بھی ماسٹرم کی دیکھ کر فریڈا کی نہیں کی تھی بلکہ زیادہ تر اسے انور کر دیا کرتی تھی۔ سب سے اسی کا پر و پختہ کیا تو وہ پوچھا کہ اسے سنا ہے۔ وہ اچانک دوبارہ ان کی زندگی میں نہیں چلائے گا۔ اسے قلمبند کلاں سے فاس ہوئے کے بعد تائب سے ملے۔ وہ دوبارہ بھی نہیں دیکھا تھا۔

پایا کو اس وقت تک اپنی اعتراض نہ تھا۔ ماسٹرم کی کھاتے میں گھرانے سے فطرتی دیکھا تھا۔ ماسٹرم کی دیکھا ہو کر اچھا لگتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ کلاں تائب نے ماسٹرم کی کچھ سے اس سے پہلے اس میں شمولہ انکار کر کے دیکھا تھا۔

پایا نے اس سے پوچھا تو حسب ماہرین اس سے انکار کیا۔ وہ اس کے انکار پر بھی طبعاً پریشان ہو گیا تھا۔ وہ چاہے تائب ہو ماسٹرم کے لئے اس پر زور کر سکتے تھے۔ ایسا ہی اس کے اور سنا کر لے کر مگر ان کی بیٹی ماسٹرم کوں سے مختلف اور بہت حد میں تھی۔ وہ اس کی ماسٹرم کے خلاف اسے کسی کام کے لئے مجبور نہیں کر سکتے تھے۔ تائب کا مختلف ہو گیا اس سے پہلے ان کے لئے انکا باغ تھا۔ مختلف کبھی نہیں تھا۔ ہر لڑکی کے لئے شادی کی ایک مخصوص عمر ہوتی ہے اور وہ عمر گزر جائے تو پھر کبھی نہیں ہو سکتا۔ ان کے گھر میں سے سکھوش دیا گیا ہے۔ ماسٹرم کو چاہا کہ ماسٹرم کی شادی ہو جائے اس کے ساتھ ہی تمام لڑکیوں کی شادیاں ہو گئی تھیں۔ خود اس کی تمام فریڈا شیرازی کی تھیں۔ ان کی بچھ میں نہیں آتا تھا کہ اسے قائل کریں۔ ان دونوں وہ بہت ڈانٹ رہے تھے تھے۔

پوئی کا مستقبل ان کے لئے سوال نشان تھا۔ وہ اسے قائل دیکھ نہیں چکا تھا۔ تھیں آگدہ

اس ناؤک تجرہ اس کے استقامات کو بھونچ نہیں سکتا تھا۔ تھیں مگر وہ کو خیر مند ہونے سے کبھی نہیں ہٹتے تھے۔ علی سے پایا کو اس سے پہلے آگ لکھ رہا تھا۔ اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ اس کے پاس تائب کی شادی کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں۔ اس سے پایا کی پریشانی دیکھی نہ تھی۔ وہ تائب کے پاس چلا گیا۔

"کبھی تائب پایا کی بات مان لیں نہیں؟"

"مسم ایک" چھا اس سے اور اس کی بیٹی بھی اچھی لگ رہی ہے۔" علی کی بات پر اس نے لی دی سے گھر میں کر کے ایک طوطا کھانا دلا رہا تھا۔ تائب نے کہا "تم ابھی منجے اور میرے معاملہ تمہارے ہوئے کا ہے بھی نہیں۔ اس لئے کوئی اور بات کرو۔" اس کی بات پر علی نے براہ راست کر کہا۔

"I am not a child" ٹرکیشہ کچھو کے اور تائب میں ہوں میں اور اتنا تو مجھ ہی سکتا ہوں کہ تائب کچھو سے بہت پریشان ہے۔"

"ہاں بھی۔" تائب نے کہا۔ "تائب تائب۔" وہ تائب لگا کر میں دیکھی۔ "مسم تائب میں بیٹے ہو جاؤ میرے لئے تو یہی چھوٹے سے بچے ہی رہو گے جسے میں اپنے ہاتھوں سے شادی میں اور دو میرے ہاتھ پر سر رکھ کر سویا کرنا تھا۔" اس نے بیٹی کو تصویر کی سے ماسٹرم کی بدل دیا تو علی بد مزہ ہو کر وہاں سے کھڑا ہو گیا۔

پھر ماسٹرم کے گھر والوں کو انکار کر دیا کیا اور وہ ایک مرتبہ پھر سکون ہو گئی۔ جیسا علی تو وہ دوبارہ پایا اور علی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ علی رات میں ڈراٹھ وریج ٹیٹ آگے لی اور بیٹھ آگیا۔ تائب کے ڈراٹھ ہانے میں مصروف ہو تا تو وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد سے چائے کا کٹنی بنا کر دیا کرتی۔ وہ بہت جیتنیں اور ماسٹرم تھا۔ ٹرکیشہ کچھو کے پہلے سال سے ہی وہ کاہر فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن لے رہا تھا۔ کبھی اس کے بہت کمپانی لڑکی کے لئے اس کے ساتھ جاتے تو وہ ان سب کا بھی علی کی طرح خیال رہتا تھا۔

علی کے تمام دوستوں کی وہ بڑھ چکی۔ وہ ان سب سے ایسے ملتی جھلتی ان سے ہیں۔ تائب کی ماں جیسی وہ ان لوگوں کے پاس بیٹھ کر انھیں ٹرکیشہ کچھو میں ڈراٹھ بنا کر دیتی تھی اور کبھی کبھار اپنے مشوروں سے بھی ڈراٹھ کرتی۔

علی کو مشکل ٹرکیشہ کچھو پر تو لگا۔

پھر ڈراٹھ بنانے کا وہ بیٹھ گیا۔ ان سے تائب کے مشورے پر مشکل ٹرکیشہ کچھو میں سے کچھ کل کا انتخاب کیا۔ اس کے باقی کچھ فیڈر نے لے لیا۔ تائب نے تائب کی تائب کا انتخاب کیا تھا اور اسے بھی اس کیفیت میں چھوٹے سے ہوا تھا۔ مگر اس نے دو سٹوں کے مشوروں کو خاطر میں لائے بغیر پایا سے انڈیا جاتے تھے۔ بات کی تھی۔ ہر سال ہی وہ تائب اور پایا کھیں نہ کھیں تھے۔ تائب نے پھر سے ضرور پایا کرنے تھا۔ اس بار علی کے پروجیکٹ کی وجہ سے وہ لوگ انڈیا آگے۔ تائب سے اس کا بیٹا ہی اعتراف تاج کل میں تھا۔ وہ لوگ تائب سے آئے۔ پایا کو کسی گھر سے کسی طرح کھنسنے پھوٹنے میں مصروف تھا۔ تائب نے تائب کی مجبور ہو کر داری تھی۔ وہ ہر روز اپنے سے کچھ کل کی تصویریں کھینچ رہا تھا۔ اس نے اپنے ویڈیو گیم سے کچھ کل کی تصویریں بھی بنائی مگر کراچی جا کر اسے ڈراٹھ بنانے ہوئے کوئی وقت نہ ہو۔ تائب اسے مختلف مشوروں سے تو ابھی رہتی کہ یہاں سے بھی تصویر لو خالی دواڑے کا کاور اپ لوڈ ہواں دواڑے کے قریب سے ایسا پوز کرو۔ وہ پایا ایک۔ ٹرکیشہ کچھو سے بھی ملا تھا اور ان سے کچھ کل کے بارے میں طوری معلومات اٹھنی کی تھیں۔ پایا ان وہ لوگوں کی دیا تائب نے ہٹا کر تائب تھے اور اسے پھیلنے کے لئے۔

"کراٹھ تائب انیم علیس علیس جان ہوتا ہے تم ڈاکٹری ٹیک ہو کر ٹرکیشہ کچھو میں تائب ڈراٹھ۔" وہ مسکراتی تھیں۔ وہاں سے وائیں آگدہ نے اللہ کا نام لے کر اپنا کام شروع کیا۔

ایسے اس پروجیکٹ کے لئے ہی نے دن رات محنت کی۔ سارا سارا دن کبھی نہ سوتا تھا۔ ڈراٹھ بنانے کا

رہتا اور اس محنت کا ثمر پورا پورا صلہ بھی مل گیا تھا۔
اس کے کام کو عجب ہی بے بہت سراہا تھا۔ اس کے
دوست، استاد ہر کوئی اسے سراہتا تھا۔

اس کے کام کی پورے دلچسپی میں دھوم مچا چکی تھی۔
اس کے تمام اساتذہ نے اسے مستقل کا ایک اذیت
اور ناقص آرکیٹر سمجھ کر قرار دیا تھا اور ہیٹ کی طرف
اس کی کامیابی متنبہ کو اپنی کامیابی محسوس ہوئی تھی۔ وہ
اسے اپنے عمل کی مشق اور ترقی کے لئے دیکھتا تھا
مانگا کرتی۔ وہ اکثر تیار ہوجاتا اور لکھتا کہ شاید عملی
الکھ تک جی ہے۔ وہ قیاسی ہوتا تھا یا رام۔ وہ بالکل کامیابی
تو الی تھا۔ انہیں کی طرف سے ہندو اور امارتہ عملی
سے خلق کے لئے نہیں اور جانے کے لئے نظر لگاتا
وہ بالکل دور دیکھنے اور اس دور سے جیسے جیسے اس پر
دعا میں بڑھ کر رہتا کرتی۔ اس کی ان باتوں پر عملی
کا توجہ رہتا رہا لکھتا کرتی بالکل بھی پروا نہیں کرتی
تھی۔

قاضی ایڈمرٹ فرم میں اپنے قیام کے سلسلے میں راجہ
 کا یہ فیصلہ اور ریفرس موصول کرنے کے لئے علی کا
 ایک راجسٹریٹ فرم میں جانا ہوا۔ وہ ایک
 آرکیٹیکچرل کنسلٹنسی تھی جس میں سولی
 ایڈمرٹ اور راجسٹریٹ اور پانچ دیگر کام کرتے تھے۔
 علی کا وہاں کافی زیادہ کام جانا ہوا اور پتا نہیں وہاں کے
 ستر مرتبہ تھی کو اس میں ایسی کیا خاص بات نظر آئی
 کہ انہوں نے اسے اپنے باپ آفرودی۔
 وہ ان تنظیم میں جنسب وہ کسی اتنی اچھی فرم میں۔ علی تو
 خوشی سے دوانہ ہو گیا۔ پھر بھی اس نے پیپا سے مشورہ
 کرتا ضرور کیا تھا۔ اس کے اشتہار پر پیپا نے
 مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

”Go ahead young man“ اور میں
اس نے عرض کی ہاشمی کی قوم بھڑاؤں کر رہی تھی۔ وہاں
جو افسانہ کرنے سے ملی کو اپنی صلاحیتوں کے انکشاف کا
بہترین موقع ملا تھا۔ ابھی تک تو وہ صرف طالب علم تھا
اب عملی میدان میں قدم کر کے وہ خود کو بہت سی باتوں
محسوس کر رہا تھا۔ وہ چاہ رہے تھے کہ ساتھ ساتھ

اس کا تھیس مکمل ہو گیا۔ اسے مرتضیٰ ہاشمی کے پاس لے کر گئے وہاں آئیو بیو کے تھے۔
پچھلے بستے ہی اس کا فائل ایئر کا رزلٹ نکلا تھا۔
پیشہ کی طرح اس نے اس پارٹی میڈان مار لیا تھا۔
آرکائیو کچھ کی وگوری وہ بھی فرسٹ کلاس فرسٹ
یو ایجنٹ اور گورنر میڈل کے ساتھ ٹیکس کے نام قدم
زمین پر ایس ملک دست تھے۔ اپنی کامیابی کی بونٹی میں
اس نے اپنے وہ حق کو فرسٹ واپس لے لیا جس میں
وہ سب واپس آئے گا وہ بتا کر گیا تھا مگر تائبہ اپنی حالت
سے بچو اس کے اٹھارہ میں جاتی رہی تھی۔

مہر تھی نے علی کی صلاحیتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ایک پروجیکٹ اس کے حوالے کر دیا جو اسے فراہم کرنا تھا۔ مہر تھی کی اس پروجیکٹ میں شرکت صرف ایک ایجوکیشنل مرکز تک تھی۔ علی ان دنوں بہت کم ٹائم ملنے پر خوش تھا۔ وہ کو ان تمام صلاحیتوں کا اظہار کیا کہ اس کے خیال سے جو مہر تھی نے اس میں دیکھا وہ ان واقعات تک کے حوالے سے تھا کہ وہ ان دنوں علی کی ترقی پر بہت متاثر ہوئے تھے۔ مہر تھی نے اس کی تعریف کی تھی۔

اس شام وہ گھر پر پہنچی تھی۔ بپا کافون آگیا تھا کہ
کچھ دیر سے انیس کے کور علی ابھی تک انیس سے کہ
نہیں آیا تھا۔ وہ اس کی سخت پور پوری تھی۔ علی کے
اوپر بھی بہت غصہ آ رہا تھا۔ ان دنوں کچھ ریاہ علی
میں رہ رہ کر آتا تھا۔ اسی وقت علی کی گاڑی کا بپا
سناں آیا تو اس نے شکریہ ادا کیا۔ لیکن اس نے وہاں سے
بہتر نہ جانے کی۔ چونکہ اس کے یہ وہاں سے
لاں سے تیار تھے۔ اس نے بپا کی طرف اٹھ
ٹکی کی گاڑی کے پیچھے ایک کور گاڑی بھی اندر دے
دئی۔ وہ حیران نظروں سے اس دوسری گاڑی کو دیکھ
رہی تھی جبکہ علی ابھی گاڑی کا دروازہ کھول کر اترنا چاہتا
تھا۔ وہاں کی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس نے
ایک انجان شخص سے پوچھا کہ یہ گاڑی کس کی ہے۔ وہ اس سے
کہا کہ شربت کور ہے اور علی کی گاڑی میں میں اس

میں نے اپنے ایک ساتھی محمد بنی اور وفی سے کہنے والا ہوا
تھا کہ وہ سر کے ماتھ میں دوپٹے کی پٹریاں اتار
علیٰ اس سے چھ بات کرنا اس طرف کھڑا تو نظر میں
پیدا بھی نہیں ہوتی تھی۔ وہ منکر تھا ہوا اس کے
پاس ایک سو شخص بھی علی کے ساتھ پہنچا، عمر علی آیا
۔۔۔

”یہ میری بیوی نہیں ہے۔“ علی نے امر تقبی کی طرف دیکھتے ہوئے تعارف کرایا اور پھر اس سے جواب دیا۔

”کئی ایسا مرتضیٰ نہیں۔“ تاجب نے ایک ٹکڑے پر اسے لکھوا دیا۔
اس پر ڈالنے ہوئے مسکرا کر سلام کیا تو وہ رازداروں سے منگوا تا جواب دے کر رمی انداز میں مٹے لگا۔

الطوبی ہوئی تپ سے مل کر۔ اس نے بھی اسی
قسم کے الفاظ استعمال کئے۔ تعارف کی رسم انجام دی۔
ہوئی تو علی اس سے بولا۔

”میری! میں اور مرضی اسٹوڈنٹ ہیں کمپیوٹر پر کام کریں گے آپ وہیں ہم لوگوں کے لئے چائے، جمنا، اور سچے کھانے، پانی اور مرضی اسٹوڈنٹ ہیں، ہندوؤں کے اور یہ ممکن نہیں آتا چائے کے لئے نوادانات لڑائی لکھائے گئی۔ وہ تو عام مسلمانوں کے ساتھ بھی ہوئی اچھی میزبان ثابت ہوئی تھی۔ جبکہ یہاں تو علی کے اس نقشہ پلائے تھے۔

اپنے کسی جو نیر کو لیگ کے گھر توجہ دیا یقیناً ”کیلی
منشیایات نہ تھیں۔ اس نے ٹرائی اچھل چلے بھر کر
کریم بابا کے ہاتھ جھوٹا دی۔ وہ بے چارے بہت
طعینت بھگئے تھے اس لئے کہ اب اس سے صرف
رہبر اور کے غلام کرایا کرتی تھیں۔ کھانا وغیرہ وہ خود
کھاتی۔

مٹی کی دایکتی سے اسے ڈھک لیا وہ ٹپ ہوا تھا وہ
 دایکتی بھی اگلی پوری پوری تھی۔ اُنھ بچے بلاتے
 تو اس کی پوریت کا خاتمہ ہوا۔ رات کے فوج گھر ہے
 تھے ساڑھے تین گھنٹوں سے اسٹڈی میں بند
 "بول پنا میں کون سا معر حل کر رہے تھے بلاتے
 اس سے کہا اگے سے لے لیا، تو اچھ کر اسٹڈی

میں نے کہا "ان لوگوں، کھانے کے لیے جانے والے تھے
تو وہ جلدی جلدی کھانا کھاتے گئے۔ علی کھانے پینے کا
بست شو نہیں تھا اس لئے ان کے پاس کھانے کی میز پر
بچھ کر انواع و اقسام کی میٹھی پائی جاتی تھیں۔ اسی
لئے وہ ہرگز بے چین نہ تھے کہ مہمان کی خاطر کس طرح
کرسوس پندرہ منٹ بعد وہ دونوں پلاسٹک کے ساتھ باہر
آئے ٹھکر آئے تاجہ ڈاکنگ ٹیبل کے پاس کھڑی
ان لوگوں کا انتظار کر رہی تھی۔ پلاسٹک اسٹول پر دست
اصرار کر کے کھانے کے لئے ڈاک رہے تھے اور وہ
انکار کر رہا تھا۔ آخر کار میٹ پلاسٹک کی ہوئی تھی اور وہ
ان دونوں کے ساتھ چلا ڈاکنگ ٹیبل کے پاس آیا
تھا۔

کھانے کی میز پر بیٹا اور علی اسے قلعہ و شہر آفر
کر رہے تھے۔ بیٹا اسے شاہی کتاب کی تلاش چھوڑ کر
تھے تو علی بیٹا کی باتوں میں اس کے مانتے نہ تھا۔ وہ کہہ رہا
تھا کہ "میں نے اپنے والد پر بڑی تکیہ کرنے سے پہلے کسی
بھی نہیں کھانڈا ہوگی۔ یہی ہے زیادہ اچھی، بڑی کھانڈی
اور نہیں پکا سکتا۔" اس نے خاموشی سے بیٹا کی بات
کے لیے مٹی اور تھوڑے سے ہاتھوں اپنی پیٹ میں ڈال
لئے تھے۔ بیٹا کے اصرار پر شاہی کتاب بھی پیٹ میں
رکھ لیا تھا۔

وہ خود خاموشی سے کہا تھا کہ اسی قسم کا تجربہ تو میں
 سے ایک دم پہلے تکلف ہو جانا اس کی فطرت میں
 شامل ہی نہیں تھا۔ کھانے کے بعد وہ تینوں ڈرائنگ
 روم میں بیٹھ گئے اور ہاتھ سب کے لئے کافی بنائے
 لیکن میں اگلی۔ نمے اٹھا کر وہ ڈرائنگ روم میں
 جا چکی ہوئی تو بعد پانچ گھنٹہ پہلے میں کھت و
 تنید جاری تھی۔ وہ دیکھ کر کسی بات کا جواب دے رہا
 تھا۔ ہاتھ اس کی بات کے قسم ہوتے کا انتظار کر رہی
 تھی کہ۔

بات ختم کرے تو وہ اس سے چٹائی کا پوچھنے اپنی
بات ایک لمحے کے لئے روک کر وہ اس کی طرف متوجہ
ہوا اور بولا "میں یہ کیجی" اور وہاں سے اپنی گفتگو کا
حاصلہ وہیں سے نکل آیا جس میں سے نونا حناہ کیا اس آئی وہ

”کیونکہ میرے ساتھ ہی ہے ہم لوگوں کا لیٹ
 ٹائٹ آفس میں رک کر کام کرنے کا ارادہ سے علی کو
 میں نے کسی کام سے باہر بھیجا ہے اور اسی کے کہنے پر
 آپ کو وسیع دینے کے لئے فون کیا تھا کہ وہ رات
 میں گھر نہیں آئے گا۔ اس کی بات پر تاجر کا موافقہ
 طرح قرار ہو گیا۔

مرضی کے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی اس لئے
 ”جی ہاں“ اور ”تھوڑے کچھ“ کہہ کر غلغلہ بند کر دیا مگر علی
 میں وہ کیا ارادہ کر رہی تھی کہ علی کی طبیعت اس طرح
 صاف کر لی ہے۔ ایسا بھی کیا کام کا عنوان کہ بہتر
 آرام کوں اور فخر سب بھان کر ہے۔ ساری رات
 جلتی ہے۔ علی وہ علی کو دل میں خوب برا بھلا کہہ
 رہی تھی۔ صبح اس نے ہسپتال جانے کا ارادہ منوایا
 کھڑا اور گھر میں رک کر علی کی وہابی کا انتظار کرنے
 لگی۔ علی کی چھاپی کا سوج کر رہتے ہوئے ہسپتال
 ملے گئے تھے۔ دس بجے کے قریب چوکیدار کے گیٹ
 کھولنے کی آواز سنائی دی تو دوسرے کے ہاتھ لائے کر
 باہر بھیج دیا گیا اور وہیں آدھ گھنٹہ پہنچے کہ
 اپنے گھر پہنچنے کی کوشش کر کے لگی۔ لاڈلہ اور دانہ
 کھول کر اندر آتے مرضی اور علی کو دیکھ کر اس کے
 جیروں سے زمین ٹھٹھکنے لگی۔ وہ بے اختیار اٹھ
 کھڑی ہوئی تھی۔ علی کی کمر کے گرد ہاتھ ڈالے وہ
 تپست قدموں سے چڑا اسی کی طرف آیا تھا۔ علی کا
 نکلوانا چہرہ بھی مرضی کے سارے اس نے لے
 بیٹے پر ہاتھ رکھ دیا۔ گویا اس کی حرکتوں کو سمجھ کر سفلی
 کوئی کی تھی۔

”علی کیا ہوا؟ تم ٹھیک تو ہو ناں۔“ تو ایک دم آگے
 بڑھ کر علی کی طرف آئی تھی اور اس کے بازو کو اپنی
 گرفت میں لے کر پر اس کی نظروں سے اس کے
 چہرے کا جائزہ لینے لگی تھی۔

”یہ بالکل ٹھیک ہے۔ معمولی سا ایکسٹنٹ ہوا
 ہے۔ آپ اسے امیٹر لینے دیں پھر آرام سے بات
 کر لیجئے گا۔“ اس کے پریشان چہرے پر نظریں جمائے
 مرضی نے رستہ سے کہا تو ایک دم اس کی طرف

متوجہ ہوئی۔

”کسی نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا؟“ وہ سخت غصے
 میں نظر آ رہی تھی۔ مرضی نے گڑبڑ بولا دی تھی
 اور بولا تھا۔

”میں کیا کرتا۔ علی نے مجھ سے منع کیا تھا کہ اصل
 بات مت مانتا صرف۔ مگر پریشان ہو جائے گی۔“ وہ
 عجیبی سی بولا تو دو قسم تر موت اور اخلاق پالائے
 خالق رکھ کر اس پر رعب ڈالی۔

”اب تو یقیناً مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ اس کا
 کیا حال ہے یہ تو یا علی سے آپ کو تو کم از کم یہ بات بتائی
 چاہئے تھی۔ اگر خدا خواست چاہو ہو جا یا احمد۔“ اس کے
 کی بات اس سے کی تھی نہیں تھی کہ آنکھوں سے آنسو
 بہنا شروع ہو گئے تھے اس کے دوسرے پردہ دلوں کی
 پوچھا گئے تھے۔

”یہی آئیں بالکل ٹھیک ہوں۔ دیکھیں آپ کے
 سامنے تو ہوں میں۔ بہت ہی معمولی سی پوٹیں لگی
 ہیں۔ میں اس کا بالکل ٹھیک ہوں“ علی نے یہی جملہ
 اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو وہ اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ
 چھڑا کر غرائی۔

”بات مت کرو مجھ سے۔“ علی نے بے بسی سے
 ایک ٹھکرات اور ایک گھر مرضی کو دیکھا تو یہ علی سے
 بولا۔

”علی تمہارا چارہ چوم کہاں بیچتے تھو میں جس
 سمارتہ کر کے تک پہنچاؤں گا۔“ ”یقیناً“ اس نے اسے
 دھونے کے مقام پر سے علی بے چارے پر ہنسی
 کر دی تھی۔ اسے آرام کی ضرورت تھی بلکہ اس
 صافہ میں کھڑے کھڑے تمام حساب سے باقی کر کے
 کے ہوا میں تھیں۔ علی کی لاشاوی برہ اسے ملے
 آگے بڑھ گیا تو وہ بھی ان دونوں کے جیسے چلتی علی کے
 کمرے میں آئی۔ مرضی نے ہسٹریکٹ میں اس کی
 مدد کی۔ علی کے چہرے پر موجود القیف کے انا
 بجا رہے تھے کہ چلے پھرے میں اسے سختی آگاہ
 سامنا کرنا پڑا ہے۔

”ایکسٹنٹ ہوا کیسے؟“ اور وہاں کی طرف

مگر یہ

کوئی فریبچر نہیں ہے
Complication بھی نہیں

نہ پر نکلا تو وہ بھی ایسے گھٹ تک پہنچا
کے لئے اس کے ساتھ ہی ہے

یہ دیکھ رہی تھی
جسے ناراض ہونا چاہیے

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
تیرا علی بھی امرا کا ہے
نہیں پری ان کو ایسے در پست ہے

میں نے

تھم میں اسے پک لے
تھم ٹرانڈ مائی پوری

طرف آتا ہوا ہوا
ہو لب دوا تو وہ اس کی بھلی سوچوں کی

تھم چکے تھے اس کے ساتھ
تھم چکے تھے اس کے ساتھ

میری بے خبری تیار کی نہیں
 بناؤ گئے کروہ میں پڑا اور
 ی۔ شام تک علی اس کی مست
 ۱۱۔ سحر کر گئے کہ دھاتھا (۱۱)

ساجے کھڑی ہل برقی کر رہی
 ۲۔ کے کمرے
 یہ کہہ لایا

پار کی لک رہی ہیں۔ کلاس میں
 یہی۔ خود سے اپنے بارے میں کوئی

دشکٹ
 کلاسز

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے
 یہ کہہ کر تھک گئے تھے

سے ہوئے تھے ناچکوں کے ساتھ۔
 لہجہ کے ساتھ۔
 "میں میں میں" کیا رہتا ہے؟
 کہ "ہاں" یہ "ہاں" یہ "ہاں" یہ "ہاں"
 یہ "ہاں" یہ "ہاں" یہ "ہاں" یہ "ہاں"

[illegible]

۱۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۲۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۳۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۴۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۵۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۶۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۷۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۸۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۹۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی
 ۱۰۔ ہرگز نہ کہیں کہ میں نے کبھی

$$\frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} \right) = \frac{1}{4}$$

وہی میں نے اس طرح سے دیکھا ہے۔

۱۔ چنانچہ یہ تو ایک ہی ہے۔
 ۲۔ کہ اس کے ساتھ ساتھ
 ۳۔ یہ بھی ہے۔
 ۴۔ یہ بھی ہے۔
 ۵۔ یہ بھی ہے۔

[illegible]

222

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد
الطاهر الطيب الطيّب الطيّب الطيّب الطيّب الطيّب الطيّب

مسیحیوں نے ان کے ہاں سے کئی خطبے لے کر
 بیروت روانہ کیے۔ یہ خطبے پڑھ کر
 مسلمانوں میں بڑا غلاظت اور شرمندہ سی ہوئی اور
 مسلمانوں نے ان کے خلاف
 سختی سے احتجاج کیا۔ ان کے
 خلاف سختی سے احتجاج کیا۔ ان کے
 خلاف سختی سے احتجاج کیا۔ ان کے

[illegible]

میں نے اس کے چہرے کا احاطہ کر لیا تھا۔

تاج ملک کی بیوی میں بھی مہر میں دو تھوڑے دو سو روپے
 ملائے ہوئے تھے۔ مگر وہاں پر بھی کچھ نہ تھا۔
 یہی تھی۔ انہی اور کچھ لوگوں نے اس کے مرنے پر
 پیسے دے کر اس کے لئے دو سو روپے دے کر
 کھڑے ہوئے۔ مگر اس کے مرنے پر اس کے
 لئے کوئی چیز نہ تھی۔

وہاں سے بھی جہان کی نظر میں چاہئے۔ وہاں کی طرف
توجہ سے آئی جائے گا تو اس کا ساتھ لے کر رہی تھی۔
اسے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کے پاس ہے۔ وقت میں
تحت شہر میں رہ رہی تھی۔ اسے یہ بھی پتا چلا کہ
میں اس کے ساتھ ساتھ رہ رہی تھی۔ اسے یہ پتا
چلا کہ وہ اور جہان کے ساتھ ہے۔ وہاں سے
اسے متعلق پتا چلا۔

[illegible]

۲۰۔ چہ دیکھتا ہے انداز کی طرف دیکھ رہا
 "میں کیا نہیں پوچھتا ہوں؟" جس نے
 "کیسے ہے اے۔" مجھے دیکھ کر ہنس پڑا۔
 اسٹائل سے لگ رہا تھا کہ بہت اچھی دوستی ہے۔
 یہ وہی ہے جس نے۔

وہ اس میں محبت ہی بخشتی ہے۔ یہاں وہ اس کو
جو ہر کام میں سے مصروف ہے۔ وہ اس کو
نکھڑے اور ہر جہت سے اس کے ہر حصہ پر توجہ
دیتا ہے۔ اس کے ہر قدم کی مسکرتی میں وہ اس کے
خوابوں کی بے انتہا تخلیق دیکھتا ہے۔ اس کے ہر قدم
میں اس کی اپنی محسوس ہو جاتی ہے۔ وہ اس کے ہر قدم
پر اپنے چہرے کی ہر حرکت دیکھتا ہے۔ اس کے ہر قدم
میں اس کے ہر جہت سے اس کے ہر حصہ پر توجہ

[illegible]

بہارِ عربی چوتھی طبع: اس سے نال رسدوں
 بہارِ عربی میں ہمارے عربی لکھتے ہیں
 اس سے نال رسدوں چوتھی طبع: اس سے نال رسدوں
 اس سے نال رسدوں

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

اشھد بہ دھیماں ماہیچے گربختا۔
سراستہ سدا در کجور دل نمی آیم سر علی
کہ خدایا تو ہمیں یہ دینے کی طبیعت کر رہا ہے
پہلے سے اظہارِ عجز فرمادیا ہر نفس کا تھا۔

[illegible][illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

میں بھی یہ دیکھ کر حیرت والے ہو گئے۔
میں نے اسے اس کی طرف اشارہ کیا۔

"میری پیار سی بات تو یہ ہے۔ مجھے نہیں بتانی
کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔" اس نے کہا۔
"میں نے اسے دیکھا ہے۔" اس نے کہا۔
"میں نے اسے دیکھا ہے۔" اس نے کہا۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔
میں نے اسے دیکھا ہے۔

احسانات کے سامنے سرٹ اٹھیں۔ تمہاری
قربانیاں تمہاری محبتیں ان سب سے بہتے غریبوں کی جو
آہلی سے ہیں یہ تمہارے احسانات کو دیکھ کر بھی ان سے تو
پوچھو کہ انہیں تمہاری قربانیاں درکار تھیں یا
نہیں۔ وہ تمہارے احسانوں کا پوچھ اٹھنا بھی چاہتے
ہیں کہ تمہیں "وہ مرتضیٰ کے حلقوں پر شہرہ محض
نہیں۔ وہ اسے اس کی اپنی ہی بہت پرصورت شکل
آگے شہرہ لگا رہا تھا۔

دیکھا جانتی ہو تم؟ کچھ بھی نہیں کیا تھیں معلوم
 ہے کہ انکلی کی بیماری نے جب کیا ہے وہ اس طرح
 ٹوٹ گیا ہے جسے صرف اور صرف تمہاری وجہ سے
 انہیں ان رات تمہاری فکر کھائے جاتی ہے ان کی
 بیٹی اپنے گھر میں رہنے کو چاہتی ہے اور ان کے ساتھ ایک
 مکان انڈیا کی زندگی گزار رہے تھے ان کی سب سے
 بڑی خواہش ہے کہ اس کی تکمیل کے لیے وہ تمہیں
 مجبور نہیں کر سکتے۔ تمہاری بیٹی زندگی انہیں دکھوں
 کے سمندر میں دھکیل رہی ہے اور غمی اجاڑتی ہو وہ کیا
 اوقات تمہارے بارے میں۔ مگر تم جیسے جان مکتی ہو
 تم تو سب سے اعلیٰ واقعہ است اور اپنی مسند پر چڑھی بیٹھی
 ہو۔ "وہ بڑی بے رحمی سے اس کی شخصیت کا تجزیہ کر
 رہا تھا۔ اس کے لفظوں پر کانپ اٹتی تھی۔

”تمہیں چاہیے میری یہ باتیں بہت بری لگ رہی ہوں مگر آج کل کے سب کچھ نہ چاہتا ہوں۔ بہت سوچ رہی ہوں۔ اگلے اور علی سے محبت کا۔ پونہ کتنا جاتی ہو تم انہیں؟“ وہ بولا: ”پونہ کے بغیر آگئیں پھر اسے فیرتی کے عالم میں تھی اسے تاک رہی تھی۔ اسے شاید اور ہی آپ کے نظروں کی غمی کا احساس ہو گیا تھا اس کے لیے کوئی دے مگر نہ رہا ہوا۔“ میں نے بہت دیکھا تھی۔ بہت سی لڑکیوں سے ملتا ہوں بہت سوں سے دوستی بھی ہوئی مگر محبت کبھی کسی سے نہیں ہوئی۔ مگر جب تم ملیں تو میرے دل نے گواہی دی یہی ہے جو جس کی جیسے تلاش تھی۔ ایک ایسی لڑکی جو اپنی اور بس ہرگز نہیں کے عزائم کو جانتی ہے وہ۔“ جب میں نے اس کی بات کو اس کی ہی نے دیکھا اور

چاہت کا اظہار کرنے کی تو کتنی حسین نکلے گی یہ شخص
لگتا خوش قسمت ہو گا۔ اسے ایسی اہم سفر طے کی اور کیا وہ
خوش قسمت انسان میں نہیں ہو سکتا؟ یہ تمہارا نہیں تم
سے شخص دو سری کی ملاقات میں میں نے سوچا والی
تھیں۔ صرف کسی کو جھکالے یا توڑنے کے لیے محبت
میں کی تھی میں نے میں تھیں یہ روپ آ کر بنا چاہتا تھا مگر
اس سے بھی پہلے میں یہ بات علی سے کہنا ضروری
سمجھتا تھا۔ تمہارے گھر آؤ اور تم سے ملنا علی ہی کے
توسط سے ہوا تھا۔ میں اس بات کو بہت دیر پہلے ہی
سمجھتا تھا کہ علی کے خواہنے سے تمہارے گھر لوگوں اور
اس کے علم میں لاسے بغیر نہیں کسی اور خواہنے سے
دیکھوں یا سچوں۔ میں نے اپنا پروپازل علی کے
ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا اور جب میں نے اپنی خواہش
کا اظہار اس سے کیا تو کبھی تے ایک دم بھالی گئے اس نے
اس رشتے کو قبول کر لیا۔ میں نے رشتہ بھجوانے کی
بات کی تو اس نے مجھے روک دیا اور پھر علی نے مجھے
تمہارے پیارے میں بہت سی باتیں بتائیں۔ یہی کہ تم
نے اس کی خاطر سب خرچیاں کرائی ہیں اس کے لئے اپنا
بچپن اپنے شوق اور اپنی ہر خواہش کبھی پشت والی دی
اور اب بھی شخص اس کی اور پیا کی وجہ سے شادی
کرنے سے انکار کر رہا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں
اس کی زندگی کا خوب صورت ترین دن ہو گا۔ جب وہ
اپنی بہن کو کہیں جانا کرے یا تمہوں سے رخصت کرے
گا۔ وہ تم سے کتنی محبت کرتا ہے تم شاید سمجھو اس کا
نہ ادا بھی نہیں کرنا۔ اس نے مجھے بتایا کہ شادی کے
لئے تم کسی کی بہت سی باتیں اور اس وقت میں نے
کی کہ تمہیں ادا کیا کہ میں تمہیں مہمانوں کے ہمراہ اپنے
ور بھائی کی خواہش کے مطابق ایک ناول زندگی
نزدیکی۔ ان تمام باتوں کو اگر تمہیں ملانے کی ہوتو وہاں
جان ہی تھا۔ مگر اس سارے قصے میں ہم شادی سے کسی
نے بھی تمہاری تھیک تھیک نہیں کہنی چاہی تھی۔ ہم
میں تمہاری تمام باتوں کا احساس دلاتے بغیر تمہیں
پر لانا چاہتے تھے۔ چونکہ ایک ملک اور کا تھا اس
کے چہرے پر نظر نہیں تھا۔ کہ وہ دوبارہ ہوتا۔

”جس پر ہوتا ہے کہ عسکری اور سیاسی علیٰ انی محبت سے دستبردار ہو گیا۔ مسائل اس کی تلاش فیوض سے بہت پسند کرتا ہے۔ کس تماموں دیر سے وہ اس سے قطع تعلقی کر گیا۔ اس کے ماں باپ اس کا کس اور رشتے کے کر رہے ہیں اور ملی شہر سے سمجھانے کے باوجود کسی بھی قسم کی پیش قدمی کے لیے تیار نہیں۔

جب تک تمام دنیا کی محبت نہ ہو جائے خود ہر طرف کی خوشیاں خرام کر چکا ہے۔ کیا تم نے کبھی سوچا کہ ملی اتنی ہی عمر میں اتنا سمجھ اور سچو رکھتا ہو گیا ہے؟ اسے ہر لمحہ عسکری فکر رہتی ہے۔ یہ احساس رہتا ہے کہ تم اپنے قصے سے بہت زیادہ محبت اس پر چھوڑ کر چلی ہو اور یہاں ہے قربان ہو جاؤ گے۔ وہ دے ہوئے کیا کہ رہا تھا؟ وہ کہ رہا تھا ”عمر اتنی بھالی پائی کے ہر لمحہ کی وجہ میں ہی ہو۔ میں پڑھا ہوا اور پڑھی سے ہی چھین کسے۔ کاش میں مر رہا ہوں اور میری تمام باتیں بھر رہی ہیں۔ نہ تو میں وہ بھی اور لڑکیوں کی طرح تو میں خوش و خرم اور مطمئن کاش میرے میں میں ہوتا میں عسکری کائنات کی خوشیاں انھیں کر کے اپنی بہن کی جھلی میں اُل رہا۔“ وہ مر تیش کے منہ سے ٹپ کے گئے ہوئے بنے ہیں کر دہری ہو گئی۔

”تمہارے خدا کو پوچھنا کہ میں تم کو کون سے لیے جو تم سے
 پیار کرتے ہیں جنہیں تمہاری پروا ہے۔ محبت میں میرے
 اپنے ایک اچھا لکھا ہے۔ تم یہ کیوں چاہتی ہو کہ صرف
 تم ہی میرے بچاؤ اور ”سب سے“ کے لیے جیامیں۔
 اگلے نکلے اور میں ہم سب تم سے پیار کرتے ہیں۔
 میرے پیاروں کے لیے خدا کو پوچھنا اور تم کو اپنا
 کو۔ ”تمہاری“ نے ان کی طرف ہلک کر اپنے ہاتھوں
 سے اس کے آئینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

”دیوی کی پوجا کی جاتی ہے ان سے محبت نہیں کی جاتی۔ تم تاوانستہی میں دیوی ہی پہننے کی کوشش کرنے لگی ہو۔ اپنے پیاروں کو ولین کرنا دیوی دیوتاؤں کا شیوہ ہو گا جب مگر تم نے کبھی سوچا کہ دیوی دیوتا کو مہر ترقی کا کونسا طریقہ مل رہا ہے ان کی حیوانیت کی جاتی ہے۔ یہی طرح تم بھی ان کی راہ

جہاں کی۔ کچھ وقت گزرے۔ ملاحظہ کیجئے۔ تھماری محبت
صرف ایک احسان بن کر رہ جائے گی ایسا احسان جس
کا بدلہ وہ کسی نہیں چکا سکتا۔ وہ بیش قسم سے ٹھیک کر
نے لگا یہ احسان ساری زندگی اسے سچو کے لگا تا رہے
گا کہ تھماری زندگی کی برائی کا فائدہ وار وہ ہے۔ اس
کے دل میں تھماری محبت ہمیشہ آہستہ آہستہ قائم ہو جائے
گی۔ صرف ایک دہائی وہاں بڑا احسان ہو گی۔ جس کی وہ
پرستش کیا کرتے گا۔ مگر جس سے وہ شاید اس وقت
نعمت نہیں کرتا ہو۔ بلکہ وہ خود کو تھمارے مقابلے میں
اتنا جھوٹا ناقص سمجھنے لگے گا کہ وہ خود کو قسم سے محبت
کرنے والا ہی نہیں سمجھے گا۔ "مرغضی نے اس سے
باتوں کے اوپر اسے چاہتے دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا۔
"میری بات کو یہ غور کر کہ میں تمہیں کسی بات کے
لیے آجور نہیں کر رہا مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم سچائی
کو ماننا کرو۔ تم کہنا کہ غلط ہو اس بات کا فیصلہ کرو۔"
مرغضی نے اس پر سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے
چہرہ پر ایک بظاہر الٹی کیرکٹ کی طرح ہنسی پھیل گیا۔

وہ قسم قسم کی جھولی تھی۔ اپنی ذات کے مضامین میں
قید اس نے یہ بات تو لکھی ہے کہ میں نے کسی اور سے
لوگب اس کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ اپنا اہل نے
میں تھے لوگوں کے دکھوں کا سہارا بنی تھی۔ پاپا اس کی
وجہ سے پریشان تھے اور علی اس کی خاطر اپنی خوشیوں
کی قربانی دے رہا تھا اور وہ مدد دہن کی خواہش بھی پیش
دینے میں کی اپنی مرضی سمجھی یہ سوچا میں کہ وہ سرے
لوگ اس سے کیا پوچھتے ہیں اور علی میرا پیارا بھائی
اسے میں نے کتنا مہربان کیا۔ علی کا خیال آتے ہی وہ
دلوانہ دار اچھے کر بھائی کے کمرے کی طرف بھاگی۔
سارن ختی ساری تار اصل کی عاتق ہو چکی تھی اب
صرف یہ خیال باقی تھا وہ اس سے اکیلا ہے میری ختی
اسے پریشان کر رہی ہے۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ
اندروں داخل ہوئی تو وہ دیکھے میں منہ اے رہا تھا۔ پورا کمرہ
اندھیر میں ڈوبا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے کی تواریخ بھی
میں چوٹا تھا اس نے سمجھا کہ تمام لڑکیاں ان
کمرے میں چلی گئی ہیں۔ اس نے اس کے کمرے کو دیکھا تھا۔

ماتے کھڑی مائے کو دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر نقین نہ آیا۔

”پری آپ؟“ وہ جواب میں کچھ بھی کہے بنا آگے بڑھی اور بے اختیار اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

”پری آپ ٹھیک تو ہیں؟“ وہ اس کے رونے پر ہراساں ہو چھ رہا تھا۔ تائبہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور بولی۔

”علی میری جان میرے چند اچھے معاف کرو جس نے تمہیں بہت کیا۔ تم بہت اچھا علی۔ علی مجھے معاف کر دو۔“ وہ بچہ لڑائی کے عالم میں اسے پیار کر رہی تھی اس کے ہاتھ پر دم رہی تھی۔

”میری آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ معافی تو مجھے آپ سے مانگنی چاہیے۔ مگر میرا نہیں کریں اس تمام مجھے میں نے نہیں ہی آپ کی اسلٹ نہیں کرنی چاہی تھی۔“ وہ بڑے دھم سے بولا تو تائبہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”آپ پتا ہے مجھے نہیں کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ تم بس مجھے معاف کر دو۔“

”آپ اس طرح معافی مانگ کر مجھے اذیت تو مت دیں۔ آپ مجھ پر ہر طرح کا حق رکھتی ہیں۔ پری مجھے اور مائیں جتنا دل چاہے مائیں مگر آئندہ کبھی مجھ سے قحاصت ہوئے گلے آپ کی نگاہ میں سبھا نہیں سلک۔“ اس کی بھرائی ہوئی آواز پر تائبہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکنا تو وہ آنسوؤں سے بندھا ہوا رہا تھا۔ اس نے بے اختیار اسے اپنی ہاتھوں میں پھینک لیا۔

”بالکل اسی طرح جیسے وہ بچپن میں اسے چھپا لیا کرتی تھی۔“

”علی بالی حوٹ ہارٹ میری جان۔“ وہ اسے پیار کر رہی تھی۔ کتنی ہی دیر تک وہ اس کی گود میں سر دنگ کر لیٹا رہا اور وہ دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہی۔

”پری آپ کو مجھ پر عمو سا ہے ناں۔ آپ اب تو مجھ سے ناراض نہیں؟“ علی نے آہستہ سے پوچھا۔

”بال علی تم پر تو مجھے اپنی ذات سے بھی بڑھ کر اعتماد ہے۔ مرتضیٰ نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ کبھی کبھی میرا بھائی اب اتنا بڑا تو ہو ہی گیا ہے کہ مجھ سے باتیں چھپانے لگا ہے۔“ وہ مسکراتی تھی۔

”میری؟“ سارا ایمان مرتضیٰ بھائی کا تھا۔ وہ پتا نہیں کیا سمجھا تھا۔ وہ اس کی ٹانگی پر مٹ پڑی۔

”پتا ہے پری جب میں پہلی بار مرتضیٰ بھائی کی قوم میں گیا اور وہاں میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہیں دیکھ کر میرے دل میں کیا خیال آیا تھا۔“ وہ کوئی بات یاد کر کے بولا تھا۔

”کیا خیال آیا تھا؟“

”میرے دل نے کہا تھا کہ میرے جنونی کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اس سے پہلے پھوپھو کے نشان خانہ کے فواد اور عاصم اور وہ میرے بہت سے دوستوں میں سے کسی کو دیکھ کر بھی میرے دل میں ایسی کوئی خواہش نہیں جاگی تھی۔ عاصم کے لیے بھی میں نے صرف پیار کی دیکھتے تھے آپ کو تو میں نے کوشش کی تھی۔ مگر مرتضیٰ بھائی میں کوئی خاص بات تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ میری اتنی پیاری اور شیر مٹھلی بہن کے لیے بعد بھی کوئی ایکسٹرا اور زری چیزوں کا مالک بنی ہونا چاہیے۔ وہ اتنے حسین ہیں۔“ فواد اور ہینڈ سم ہیں کہ مجھے ان سے بہتر آپ کے لیے کوئی اور نہ لگا۔ پھر جب انہوں نے مجھے جاب آفر کی تو میں نے ان کی آفر صرف اس لیے قبول کر لی کیونکہ میں ان کے قریب آنا چاہتا تھا۔ اسی وقت میں صرف ایک بھائی بن کر سوچ رہا تھا مجھے وہ زندہ اپنی بہن کے لیے بچہ آیا تھا۔ وہ میرے کام سے اور میری صلاحیتوں سے متاثر تھے مجھے ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے تھے یوں میں ان بہن ان سے قریب ہونا چاہتا تھا۔ میں اپنی پہلی مرحلہ ہمارے گھر بھی جان کر لایا تھا اور خدا سے میں نے بہت دعا مانگی تھی کہ کچھ ایسا ہو جائے۔ یہاں میری بہن کا عرصہ بہت چلتا اور خدا نے میری دعا کو قبول کر لیا تھا۔ میں اپنی اس خواہش کا اظہار ان سے کیے کر سکتا تھا۔ مجھ سے یہ کہے کہ سنا تھا۔

کہ میری بہن سے شادی کریں مگر میرے کچھ بھی کہے بغیر انہوں نے خود ہی ہمت سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ آپ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔“

علی اٹھ کر بیٹھا اور بڑی تفصیل سے اسے تمام باتیں بتا رہا تھا۔

”یاد ہے پری وہ دن جب مرتضیٰ بھائی نے مجھے ڈنر پر انوائٹ کیا تھا اور آپ بڑی خشک ہوئی تھیں کہ وہ مجھ پر اتنے میلان کھیں ہیں۔ اس رات مرتضیٰ بھائی نے آپ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ میرے انکار کا کوئی رد اثر نہ تھا۔ ہر لحاظ سے آپ کے قابل تھے۔ وہ میں نے اپنی طرف سے رشمندی کا اظہار کر دیا تھا۔“ علی کوئی بات یاد کر کے ہنس رہا تھا۔ ”شادی سے انکار کرنے کے معاملے میں وہ بھی بالکل آپ کی طرح تھے۔ ان کے گھر والے کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر کہہ کر اور وہ شادی نے لیے تیار نہیں ہوتے تھے۔ ان کے انکار کی وجہ سے تھی کہ انہیں بھی کوئی لڑکی اس حد تک پسند نہیں آئی تھی کہ وہ اس سے شادی کا فیصلہ کر لیتے۔ پھر اب انہوں نے آپ کا انتخاب کیا اور اپنے گھر والوں کو اپنی پسند سے انکار کیا تو ان کی ممانعت فوری طور پر آپ سے مٹا چلا۔ مرتضیٰ بھائی نے اپنی یہ راہم میرے ساتھ رکھی۔ آپ کو ان سے ملوانے کا یہی طریقہ سمجھ میں آیا کہ ان کی مشکلی پر آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔ آپ کو اپنی ہونے والی ساس سے پہلی مرتبہ ملنا تھا تو اس کے لیے ہنک سے تیار بھی نہ ہوتا تھا۔ وہ جتنی بھی اچھی سہی بہنیں تو ایک ساس ہی۔ انہوں نے جو اگر آپ کو کام سے جلنے میں دیکھ کر کہہ کر دھمکتے کر دیا کہ ”خدا اچھی شکل سے کیا ہوتا ہے لڑکی کو پیٹنے اور بٹنے کا ساتھ نہیں۔“ سو مانع میڈ کرتی نہیں تھی۔ کس شکست میں کیسا لہجہ سمجھتے یہ پتا نہیں ہے۔“ اسی لیے میں آپ کو خوب اچھی طرح تیار کرنا لگا۔ کیا اور حیدر طاہر ہے بہت اچھا تھا۔ اظہار کے اٹھنے کے بعد وہ بھی اتنی حسین بہن انہوں نے آپ کو پہلی نظر میں پسند کر لیا تھا۔ اور مرتضیٰ بھائی سے عہد ہوئی۔“

ہمارے باپ رشتہ نے کر آئیں۔ مائیں مشکلوں سے مرتضیٰ بھائی کے انہیں روکا تھا۔ ”وہ علی کی مکاریوں پر ہنس رہی تھی۔“

”علی تم نے مجھے کتاب دے وقفہ بنایا ہے۔ میری ہر بات جا کر مرتضیٰ کو تادیب تھی۔ بدترین۔“ وہ زبردستی غصہ طاری کرتے ہوئے بولی۔ علی بھی اس کی بات پر ہنس رہا تھا۔ ”پری مرتضیٰ بھائی بہت اچھے ہیں۔ میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ بہت ہی پیارے انسان ہیں۔“ وہ شاید یہ سمجھ رہا تھا کہ مرتضیٰ کے خلاف ابھی بھی اس کے دل میں کوئی بدگمانی ہے۔ اسی لیے بڑی تنیدگی سے اس کی طرف کرنے لگا۔

”میں مجھے معلوم ہے۔ وہ بہت اچھے ہیں۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔

”دیکھو کیا میں بہت ہی ہوں؟“ وہ شرارت سے مسکرا رہی۔

”نہیں پری آپ بہت سب سے اچھی ہیں۔“

”اچھا تو کوئی اور وہی نہیں سنا۔“

”ایسا مثال بھی نہیں؟“ علی نے ہونٹ ہو کر اس کی شکل دیکھی۔

”تم کیا سمجھتے ہو اگر تم نہیں بتاؤ گے تو مجھے کوئی بات پتا ہی نہیں چلے گی۔ دیکھو مجھ سے اچھے تو مرتضیٰ ہی ہیں جن سے تم اپنے دل کی ہر بات شہر کر سکتے ہو۔“ وہ چلن بوجھ کر اس شکل پر کاربونی تو علی کی جان پر بن گئی۔

”میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ خود ہی سمجھ گئے تھے۔ مثال ایک کہ میرے آئیں آئی اور مائیں مرتضیٰ بھائی کو کیسے پتا چل گیا میں نہیں جانتا۔ بعد میں انہوں نے بڑی آسانی سے سب کچھ مجھ سے اگوا لیا۔“ وہ شرمدگی سے سر جھکا کر بولا اور وہ کھنکھلا کر ہنس پڑی۔

”دیکھو وہ ہے کیسی؟“ اس نے فطری تجسس سے مجبور ہو کر پوچھا تو وہ مسکرا کر بولا۔

”پری؟“ آپ کی جیسی ہے۔ مجھے اس میں جو کچھ سب سے زیادہ پسند آئی وہ یہ تھی۔ وہ آپ کی طرح

جس بالکل آپ کی طرف سے محبت کے لئے والی طبیعت کی مالک تھی۔ اسے آرام سے پر کسی کو اپنی کتابیں، مسانید اور لکچر ہاؤس دیا کرتی تھی چاہے ہاتھ والا کوئی بھی ہو اور چاہے خود اسے ان چیزوں کی کتنی ضرورت ہی کیوں نہ ہو۔

”تم بھی اس سے چھریں لیا کرتے تھے؟“ وہ بڑی توجہ سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہی تھی۔

”نہیں، میں تو خبر نہیں لیتا تھا۔ مگر اس کی اس حرکت کو جب وہ دیکھا ضرور کرتا تھا۔“ وہ اطمینان سے بولا۔

”حلی تم نے مجھے اس کے بارے میں کبھی بتایا کیوں نہیں؟“ وہ حلوہ کوٹے لگی۔

”یہی نہیں کریں میری اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سے یہ کہ وہ مجھے اچھی لگی تھی اور شاید اسے بھی پسند تھا۔ ہمارے دو بیٹوں اس سے شہر پر بھی کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ تو مرخصی پہلانی نے اس بات کو بتا دیا، کیسے بھانپ لیا اور اب تو اس کا رشتہ بھی طے ہوئے والا ہے۔“ وہ سر جھکا کر بولا۔

”ہوئے والا ہے وہ انہیں۔ وہ دو سراہ کوئی بھی ہے میرے بھائی سے زیادہ اچھا تو نہیں ہو سکتا تو اس کے ہاں باپ ماں ہی نہیں۔“ وہ قہقہہ کن لہ لڑھکیں بولی۔

”جیری! وہ حیرت سے اس کی جھک ہو کر رہا تھا۔ حلی تم میرے لئے اتنی بڑی قبلی دے چاہتے تھے۔ حلی مجھ سے اتنا پیار مت کرو میں اس کی سچ نہیں۔“ وہ اپنے آنسو بہتے ہوئے بولی۔ حلی نے ایک لمبی سانس لے کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

”آپ کو کیا پتا آپ میرے لئے کیا ہیں۔ یہی کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ آپ واقعی اتنی زیادہ حسین ہیں یا صرف مجھے ہی ایسا لگتا ہے۔ ایسا کیوں لگتا ہے جیسے دنیا میں ساری خوب صورت عورت آپ کی طرح ہے۔“ حلی کی بات پر البتہ لگا کر مسکائی تھی۔

”مچل چلو بھوت مت بولو۔ ذرا اولیٰ رہنا۔“ وہ کہہ کر بتاؤ میں زیادہ خوب صورت ہوں یا مسائل۔“ اور حلی نے ایک دم جھنجھپ کر اپنا سر تھکا لیا تھا۔ وہ ایک پیار بھری نگاہ اس کے چہرے پر ڈال کر کھڑی ہو گئی۔

”حلی بیانیہ سے کہتا کہ مرخصی کی مانا کو ہاں کہہ دیں۔“ حلی اس کی بات پر خوشی سے چہچہاتا تھا۔

”ہرے“ وہ چور سے سر سے سرے ناچنا پھر رہا تھا۔

زندگی اچانک ہی بڑی حسین ہو گئی تھی۔ ایک پھولوں بھری راہ گزر گئی جس پر وہ اپنے پیاروں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی۔ اسے تھوڑے سے دنوں میں بہت سی خوشگوار تبدیلیاں آ رہی تھیں۔ مرخصی کی مالا مال دیکھ پتا چلی تھی۔ حلی کی شادی سے دو گئی تھی سب کچھ بہت دلکش اور خوش کن تھا۔ حلی کی شادی کے ایک ہفتہ بعد اسے مرخصی کے ساتھ رکھتے ہو جانا تھا اور اس کے خدشے ایک منٹ بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ حلی کو اس پر کچھ لگائی کر جانا تھا۔ حلی اپنے خوابوں کی تعبیر کے لئے دیکھتے پر قدم رکھ رہا تھا۔ امریکہ میں اسے ماسٹر کرنا تھا۔ پھر وہاں سے واپس آکر اسے اپنی فرم اسٹیبلشمنٹ کرنی تھی۔ وہ اتنی جلدی شادی کے لئے تیار نہ تھا۔ اسے ابھی اپنا کیریئر بنانا تھا مگر مرخصی نے حلی کو کچھ کل کر کے ہی دم لیا تھا۔ اس نے تہیہ کے کے بغیر ہی اس کے دل کی بات جان لی تھی وہ جانتا تھا کہ وہ جی زندگی کی ابتدا اسی وقت رکھوں وہ کر کر لیتی ہے جب پایا اور حلی کا خیال دیکھنے کے لئے مسائل آگئی ہو۔ وہ اپنی قسمت پر بھٹا بھی ہڑ کر گئی تھی۔ وہ اس کا کتنا خیال رکھتا تھا وہ کتنا محبت کرنے والا خیال کر لے والا تھا۔ اس پر چاروں طرف سے بھجوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ سب لوگ اس سے کتنا پیار کرتے تھے شکر تھا کہ مرخصی نے بروقت اسے اس کی لاپٹیوں کا احساس دلا دیا۔ وہ اگر خدا کا شکر ہے وہ اب بھی بچ رہا ہے۔ اس دن مرخصی کی مالا مال دیکھ کر کتنی حسیں اس دن وہ مرخصی نے اس سے فون پر کہا تھا۔

”تنبہ میری کوئی بھی بات اگر تمہیں بری لگی تو میں تم سے معذرت کرنا ہوں۔ مگر تمہیں کو نہیں ہرٹ کرنا بھی میرا مقصد نہیں تھا۔“ اور جواب میں اس نے کہا تھا۔

”نہیں مرخصی مجھے آپ کی کوئی بھی بات بری نہیں لگی۔ آپ تو میرے محسن ہیں آپ نے میرے لیے خضر کا کام کیا ہے۔ میری راجسائی کی سہ۔ میں ناواقف حلی میں وہ سہول کو دیکھ دیکھ کا پتہ بن رہی تھی۔ جن سے میں بھاگ کر گئی تھی ان کو اپنی ملکیت سمجھ کر ان کی اور اپنی زندگی کا ہر فیصلہ خود کر لے لگی تھی۔ اس کی بات پر مرخصی بڑی سنجیدگی سے بولا تھا۔

”تنبہ تم بہت اچھی بو مگر اپنی اچھائی میں اور محبت میں تم بہت زیادہ پیو گئی تھیں اسی لیے میں نے تمہیں نوکالہ محبت ہو یا غرت کسی بھی جذبے میں احتجاج نہ دی اچھی نہیں۔ تمہاری پہلی سوچ خود تمہیں اور ہم سب کو نقصان پہنچا رہی تھی۔ اپنی خوشی کو وہ سہول کے لئے قربان کر دینا وہ سہول کے لئے جتنا یقیناً بھین عبادت ہے مگر اس میں بھی اعتدال ہونا چاہیے اس بات کی تعلیم تو خود ہمیں دہارنے سے ملنے دی ہے۔ ہماری ذات کا بھی تو ہم پر کچھ حق ہے۔“ اس نے بڑی نرمی سے اپنی بات کی وضاحت کی تھی۔ حلی کے لئے فوراً ”بعد حلی کی شادی تھی۔ اتنی اور ایکن نے حلی کی شادی کی تیاری میں اس کی بھرپور مدد کرائی تھی۔ اس کے لڑائے بھائی کی شادی بھی اس کا پس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کیا نہ کرے۔ حلی اس سے کہنے لگا کہ رات اور دیگر سالانہ اس نے ہر چیز ایک سے زیادہ کرنا چاہی تھی۔

”کل شام میں تیار رہنا۔ ہم لوگ تمہیں یا ہر چلیں گے۔“ وہ اس کے اس وقت کے مطالبے پر ششہ وہ وہ تھی۔ ”لیکن میں کس طرح جا سکتی ہوں۔“ اس نے کہہ کر ہی کہہ کر اس کے ہاتھ پر حلی نے خاطر میں لائے بغیر فوراً ”نہیں“ کہیں تم نہیں جا سکتیں۔“ ”شیر کاٹن ہو تو“ حلی نے اس کا نام اور مہمان

فریاد۔ "مرحمتی نے اس کی بات ٹالتی وہی اور
 حکیمہ امانت میں بولا۔
 "میں کچھ نہیں جانتا جس تم میرے ساتھ چل رہی
 ہو۔"
 "پلیز مرحمتی مجھے کی کو خوش کریں۔ مجھے یہاں اور
 ملی کے سامنے اس طرح جاتے بہت عجیب لگے گا۔"
 بڑا خراصل بہت ہی آگئی تھی۔
 "عجب یوں لگے گا۔ میں نے انفل سے پر مشن
 لینے کے بعد ہی تم سے کہا ہے بس کل شام پانچ بجے
 میں آؤں گا۔ یہ ذرا ممکن ہے۔ تیار ہو جانا۔" وہ اسے
 غصے سے لہجہ میں کہہ کر گیا اور وہ بے کسی سے سر جھام کر
 رہ گئی۔
 اگلے روز صبح سے کانٹسی تھی کہ کیا کرے۔
 مرحمتی کو باراض بھی نہیں کر سکتی تھی اور یوں جانا
 سے بہت ہی برا لگ رہا تھا۔ شام پانچ بجے وہ حسب
 عہد پہنچ گیا اس کی گاڑی کا باران بچان کر وہ دکان میں
 کھڑے کھڑے ہی کچھ نمونے ہی ہو گئی۔ اسکی صورت
 حال کا یہ تھا اس نے کب کیا تھا۔ اسے پایا اور علی کے
 سامنے اس طرح جاتے جگہ محسوس ہو رہی تھی۔
 پھر مٹھ بعد ہی علی بنگی میں آیا اور بڑی شرارتی
 شکر اہٹ چہرے پر بھا کر بولا۔
 "میں حیران اور رہا تھا کہ پیشہ پیشی بی بی رہتے وہی
 قانون کن اس قدر تیار کسی خوشی میں ہیں۔ وہ اب
 کچھ میں آئی ہے۔ میں یہ کہہ کر بھاڑ سے میں۔"
 "علی اصول کو اس مت کر۔" اس نے غصے کا
 اظہار کیا جبکہ علی اس کا سرخ ہوا ہوا کچھ کر رہا تھا۔
 "نہیں یہ اقل اسی سے چلنے لگے اسے کواڑی تو پانی
 نہیں سے خود کو لاؤں میں ٹھیک کر لائی۔ سامنے ہی
 رہا ہا کے ساتھ صوفے پر بٹھا ہوا اقل اسے آٹا کچھ کر
 فوراً کڑا ہوا گیا اور پلاٹے بولا۔
 "اگلے ہم لوگ مزید دیکھیں میں آجائیں گے۔"
 "ہاں ہاں رشا آرام سے باؤ۔" علیا نے کھلے دل سے
 اہواز دی۔ جبکہ وہ سر ہلکے کھڑی تھی۔ کیا سوچا
 ہو گا پایا اور علی نے اب نے ہاتھ دیکھے سے مرحمتی

کے ساتھ پروگرام ملے کر کھا تھا۔ وہ علی ہی دل میں
 مرحمتی سے تھا ہوئی۔
 "چلیں" وہ اب اس سے مخاطب تھا۔ وہ یوں نہیں
 جھکائے اس کے پیچھے چلتی پور ٹیکو میں آگئی۔ گاڑی کا
 دروازہ کھولتے مرحمتی نے اس کا پھولا ہوا دیکھا تو ہنستے
 ہوئے بولا۔
 "اتنی اچھی تیاری کے ساتھ یہ پھولا ہوا منہ یا نقل
 سوٹ نہیں کر دیا۔"
 "آپ نے اتنی ہی حرکت کی ہے۔ کیا سوچا ہو گا
 پایا اور علی نے میرے بارے میں۔" وہ ناراض لہجے
 میں بولا۔
 "انہوں نے مجھے کچھ سوچنے کے خدا کا شکر ادا
 کیا ہو گا کہ اب ان کی بیٹی اپنی عمر کے لحاظ سے کچھ
 نارمل طرح سے کام کرنے لگی ہے۔ یہاں ساتھ میں
 کی بیٹی بیٹھنے سے اس نے قوی کر لی ہے اور اگر میری
 بات کا یقین نہیں آتا تو مزید مزید کر لیں۔" مرحمتی کی
 بات پر اس نے سر ہلکا کر دیا۔ دیکھا تو لاؤں کی گاڑی
 والے کے کمرے پایا اور علی ان دونوں ہی کو دیکھ رہے
 تھے۔ دلالوں کے چہرے خوشی سے کھلے ہوئے تھے۔
 اس نے اپنی آنکھ کی زنجی میں پایا اور علی کو ادا
 خوش بھی نہیں دیکھا تھا۔ تاہم آنکھ کھڑا رہے تھے۔
 اسے اپنی طرف دیکھا یا کر علی نے مسکراتے ہوئے
 ہاتھ پایا تھا اور وہ بھی ایک دم مسکرا دی تھی مرحمتی
 گاڑی میں بیٹھ چکا تھا وہ بھی بڑے سکون سے اس کے
 برائے میں بیٹھ گئی۔ اور اندر کھڑے پایا اور علی نے اس
 کے بڑی شدت سے اللہ کا شکر ادا کیا تھا جس نے ناچ
 کو اس کی سوچ کو تبدیل کر کے ان پر احسان قائم کیا
 تھا۔ اب وہ انشاء اللہ ایک نارمل زندگی گزارے گی۔ یہ
 فطرت سے مل نہیں موڑے گی۔ اب کسی بھی رشتے
 سے تعلق رہے تو شاید باقی ہو کر شہر میں سے نہیں
 سوچا کرے گی اور پایا کو لگ رہا تھا آنکھ وہ اپنی بی بی کی
 کے ساتھ سرخ ہو گئے تھے۔ ناچ نے اپنی خط پالی
 تھی۔ آگے زندگی کا راستہ بڑھا ہوا اور بھولیں بڑھ
 تھا۔